صدسالہ عرسِ رضوی {1440} کا ایک زرّین علمی تحفہ

شیخ الاسلام والمسلمین امام احمد رضا محدث بریلوی کی شخصیت کا ایک تابندہ باب

-: تالیف :-

محمد اَفروز قادری چریاکوٹی

دلاص یونیورسٹی، کیپ ٹاؤن، ساؤتھ افریقہ

بِأبِي أنتَ و أمِّي صَلَّى اللّٰهُ عَلَیکَ أیُّهَا النَّبِيُّ الأمِّيُّ

تفصیلات

کتاب : امام احمد رضا اور ذکر ودعا کی بہاریں

غایت : سلسلۂ رضویات کو ایک نئی جہت سے آشنا کرنے کا عقیدتمندانہ جتن

تصنیف : ابو رِفقہ محمد افروز قادری چریاکوٹی

دلاص یونیورسٹی، کیپ ٹاؤن، ساؤتھ افریقہ

afrozqadri@gmail.com

تصویب : آبروے اہلسنّت حضرت علامہ مفتی محمد عبدالمبین نعمانی - مدظلہ النورانی -

تحریک : خطیب اہل سنت، مفتی دیارِکوکن علامہ سید رضوان احمد رفاعی شافعی

حروف ساز : فہمی چریاکوٹی

صفحات : چونسٹھ (64)

اِشاعت : 2018ء - ۱۴۴۰ھ

قیمت : 50 /روپے

تقسیم کار : کمال بک ڈپو، نزد جامعہ شمس العلوم، گھوسی، مئو، یوپی، انڈیا۔

o رَبَّنَا تَقَبَّلْ مِنَّا إنَّکَ أنْتَ السَّمِیْعُ العَلِیْمُ o

اعلیٰ حضرت صدی
ہر سنی صحیح العقیدہ کو بہت بہت مبارک ہو

مجددِ اسلام، اعلیٰ حضرت امامِ احمد رضا محدث بریلوی [م۱۳۴۰ھ] بلاشبہہ عالم اِسلام میں عموماً اور برصغیر ہند و پاک میں خصوصاً عقائد ونظریاتِ اہل سنت و جماعت کے بہت بڑے ترجمان تھے، آپ کی پوری زندگی مسلک اہل سنت کے فروغ اور اس کے خلاف اٹھنے والی سازشوں کے سد باب میں بسر ہوئی۔ آج -الحمدللہ- عرب ورلڈ میں بریلویت کے خلاف احسان الٰہی ظہیر کی لگائی ہوئی آگ بجھ رہی ہے، اور اس کے پھیلائے ہوئے پروپیگنڈے اپنی موت آپ مر رہے ہیں۔ جھوٹ اور پروپیگنڈہ کی عمر خواہ کتنی لمبی ہوجائے بالآخر موت ہے؛ جب کہ سچ سدا بہار ہوتا ہے اور جھوٹ کو سچ کے سامنے منہ کی کھانی ہی پڑتی ہے۔ امام احمد رضا نے اخلاص وللّٰہیت کے ساتھ مذہب وملت کی جو خدمات انجام دی تھیں وہ آج بدر کامل بن کر ہر طرف اپنی چاندنی بکھیر رہی ہیں۔

آج عربستان میں امام احمد رضا کو مسلک اہل سنت و جماعت کا ترجمانِ اعظم مان لیا گیا ہے، آئے دن شام ویمن اور مصر وعراق وغیرہ کی برگزیدہ علمی شخصیات محدثِ بریلوی کی خدمات کے اِعتراف میں لب کشا نظر آرہی ہیں۔ ضرورت اس بات کی ہے کہ اعلیٰ حضرت صدی کے زرّیں موقع پر ہم بھی امام احمد رضا کو عالم گیر پیمانے پر مسلک اہل سنت وجماعت کا ترجمانِ عظیم بنا کر پیش کریں، اور ان کے چھوڑے ہوئے مشن کو حکمت وبصیرت کے ساتھ انفس وآفاق کی پہنائیوں میں پہنچانے کی آبرومندانہ کوشش کریں۔

آج دنیا امام احمد رضا کے فیضانِ علم وتحقیق کی پیاسی ہے۔ اگر ہم نے ان کی تعلیمات وتحقیقات کو عالم آشنا نہ کیا اور زمانے کو اُن سے مستفیض ہونے کا موقع فراہم نہ کیا تو ہم یقیناً ناقابل معافی مجرمانہ کوتاہیوں کے مرتکب ہوں گے۔ نیز یہ کہ مسلک اہل سنت کے اس عظیم ترجمان کو- جو کل عالم اسلام کا سرمایۂ عظیم ہے- اس کے فیض ونور کے سمندر کو سمیٹ کر دریا بند کرنے کی کوشش بھی اسی مجرمانہ کوتاہی کے ذیل میں آئے گی۔

لہٰذا نادان نہ بنیں اور ہوش کے ناخن لے کر فکرِ رضا کو وسعت و ہمہ گیری بخشنے میں جٹ جائیں۔ اِدھر ماضی قریب میں جن شخصیات پر قلم توڑ کر لکھا گیا، اور جن پر کی جانے والی پی، ایچ، ڈیز نے ایک عالمی ریکارڈ قائم کر دیا ہے اُن میں شیخ الاسلام والمسلمین امام اہلسنّت، اعلیٰ حضرت محدث بریلوی کی ہشت پہلو شخصیت بلا مبالغہ سرِفہرست نظر آتی ہے۔ زیرِ نظر کتاب **'امام احمد رضا اور ذکرِ دعا کی بہاریں'** سلسلۂ رضویات کو نئی جہت سے آشنا کرنے کی ہی ایک عقیدتمندانہ کوشش ہے، جسے اصلاً 'مصنف اعظم' نمبر کے لیے قلم بند کیا گیا تھا؛ مگر موضوع کی اہمیت و ہمہ گیریت، مقالے کی طوالت، اور رفاعی مشن کے جذبۂ اشاعت کو دیکھتے ہوئے اسے الگ سے کتابی شکل میں شائع کرنا پڑ رہا ہے؛ تاکہ اس کے ذریعہ ہم تاریخ ساز صد سالہ عرسِ رضوی کے موقع پر اپنی ارادتوں اور محبتوں کا خراج اپنے محسن کی بارگاہ میں پیش کر سکیں۔

پیغام: اس موقع پر شیدائیانِ رضا کو میری طرف سے یہ پیغام محبت ہے کہ اعلیٰ حضرت کی سیرت و سوانح اور اَحوال و آثار کا مطالعہ بتاتا ہے کہ آپ کی حیاتِ مستعار کا لمحہ لمحہ خدمت دین کے لیے وقف تھا؛ مگر کیا آپ کے نام کی رٹ لگانے والوں کو آپ کے کام کی بھی کچھ خبر ہے!۔ اعلیٰ حضرت کی پوری زندگی تو صرف کام سے عبارت ہے، بے کاری کا ایک آدھ لمحہ بھی آپ کے یہاں کھوجے سے نہیں ملتا؛ لیکن سوال یہ ہے کہ آج اُن کی محبت کا دم بھرنے والے اپنے کاموں کے تئیں کتنے مخلص ہیں! اور وقت کے صحیح استعمال میں کتنے چوبند ہیں!! خدارا وقت کی قدر کریں۔ بدفکروں کی فکر میں اپنے ٹائم اور انرجی کو نہ گھلائیں۔ اعلیٰ حضرت سے سچی محبت اور بارگاہِ رضوی میں سُچا خراج عقیدت یہ ہے کہ آپ مسلک اہلسنّت کے فروغ میں لگ جائیں اور اعلیٰ حضرت کے ورثۂ علمی کی توسیع و ترویج میں تن من دھن کی بازی لگا دیں۔ اس سے جہاں روحِ اعلیٰ حضرت خوش ہوگی وہیں حاسدین کی بدروحوں سے بھی اَز جلد نجات مل جائے گی۔ اور اللہ ہی نیک ہدایت دینے والا، بڑا علم و حکمت والا ہے۔

عمل کی سوکھتی رگ میں ذرا سا خون شامل کر ☆ مرے ہمدم فقط باتیں بنا کر کچھ نہیں ملتا!

محمد اَفروز قادری چریاکوٹی

05-10-2018

فہرست مضامین

چل مرے خامہ بسم اللہ

اِسلام بلاشبہہ آسمانی، آفاقی اور آخری دین ہے، جس کی ضوفشانیاں صبح قیامت تک جاری وساری رہیں گی، اور اس کے عالمگیر اُصول رہتی دنیا تک فریضۂ رہنمائی اَدا کرتے رہیں گے۔ ہماری معاشی ومعاشرتی، سماجی وملی اور جسمانی وروحانی جملہ مشکلات کا مداوا اِس دین فطرت کے اندر بتمال وکمال موجود ہے۔ اور اللہ ورسول کی تعلیمات و ہدایات زندگی کے ہر موڑ پر ہماری بہترین رہنما ہیں۔ ان ہدایاتِ ربانی سے ہم نے جب بھی منہ موڑا اور طریق مصطفٰے سے روگردانی کی تو ذلت وخواری ہمارا مقدر بنی اور طرح طرح کی مشکلات سے ہمیں دوچار ہونا پڑا۔

یہ بھی ایک اٹل سچائی ہے کہ اِنسان کی زندگی میں بسا اَوقات کچھ ایسی گھڑیاں آجاتی ہیں، جب وہ دنیاوی ذرائع اور وسائل کی کثرت کے باوجود اپنے آپ کو بے چین، پریشان، بے بس اور مجبورِ محض پاتا ہے اور کسی ایسے سہارے کی تلاش میں ہوتا ہے جو اسے چین اور سکون کی دولت سے مالا مال کردے۔ اِسلامی تعلیمات جو زندگی کے ہر شعبے کو محیط ہیں، بے کسی و بے بسی کے اس عالم میں انسانیت کی رہنمائی کرتی دکھائی دیتی ہیں، اور بتاتی ہیں کہ دلوں کا اطمینان صرف یادِ خداوندی میں مست ومشغول رہنے میں ہے اور مشکلات کا حل اسی صورت میں ممکن ہے جب بارگاہ رب العالمین میں دست التجا کو دراز کیا جائے کہ اس کے سوا کوئی مصائب ومشکلات کو ٹالنے والا نہیں، وہی سب کا فریاد رس، حاجت روا، اور مشکل کشا ہے۔

دعا کی اَہمیت: دعا کی اِسلام میں بے پناہ اہمیت ہے۔ دعا ایک مکمل اور پختہ وسیلہ ہے۔ دعا بندے کا اپنے مولا سے بہترین رابطہ ہے۔ یہ نہ صرف مومن کا ہتھیار بلکہ خود مستقل عبادت بھی ہے۔ یوں تو ہر مخلوق، اِنسان کی اِک اِک سانس اور دنیا کی جملہ نعمتیں

خالق کائنات کی رحمت وعنایت ہی کی بدولت ہیں؛ مگر مشکل اور پریشانی کے وقت میں اللہ سبحانہ وتعالیٰ کی توجہ اور رحمتِ خاص' دعا ومناجات کے ذریعہ ہی حاصل ہوسکتی ہے۔

عالمی منظر نامہ پر نگاہ رکھنے والوں کو معلوم ہوگا کہ آج مغربی دنیا میں خودکشی کا رُجحان بلاے بے درماں کی مانند اِسی لیے بڑھتا چلا جارہا ہے کہ اُن کے پاس ظاہری جملہ اسلحے ہونے کے باوجود دُعا کا باطنی اور حقیقی اَسلحہ موجود نہیں، جس کے باعث حوادثِ روزگار سے بیزار ہوکر اور شدائدِ زندگی سے اُوب کر آئے دن وہ وادیِ ہلاکت میں اُترتے نظر آرہے ہیں؛ مگر ایک مومن پر جب رنج والم کا بادل منڈلاتا ہے، اور آفات وبلیات اس پر حملہ آور ہوتی ہیں تو وہ دعا ومناجات کا سہارا لے کر مصائب وآلام کے گرداب سے بحفاظت باہر نکل آتا ہے۔

دعا ہمارے اِرادوں، آرزووں اور خواہشوں میں قوت وتوانائی پیدا کرتی، اور راہِ عمل میں پیش آنے والی مشکلات اور رنج وآلام کو دور کرنے میں اہم کردار اَدا کرتی ہے۔ دعا سے چوں کہ دل کو طمانیت وسکون کی دولت نصیب ہوتی ہے؛ اس لیے بیماری ہو یا بے قراری اہل ایمان ہر حال میں اللہ رحمٰن ورحیم کے سامنے ہی دست بدعا ہوتے ہیں۔

یہ پکار دل کی گہرائیوں سے آپ ہی آپ نکلتی ہے اور پھر یہ مشکلات میں چارہ گر دوست، بیماری میں دردمند ماہر طبیب اور درد سے کراہتے انسانوں کے لیے مہربان نرس کی مرکز توجہ بن جاتی ہے؛ اور حقیقی مشکل کشا، حاجت روا، اور شفا رسا تو وہی قادرِ مطلق ہے۔ گویا اللہ پر بھروسے اور سہارے کے بغیر نہ تو کوئی معالج' معالج رہتا ہے اور نہ کوئی چارہ گر' چارہ گر۔ علاج اور شفا کے لیے اللہ تعالیٰ پر بھروسے اور اس کی اِعانت کی اسی قدر ضرورت ہوتی ہے جتنی کہ دوا اور مادّی تدابیر کی۔

مختصر یہ کہ دعا اپنے دامن میں اس قدر خوبیاں اور فوائد سمیٹے ہوئے ہے کہ دنیا میں شاید ہی کوئی مذہب ایسا ہو جس نے دعا کی ترغیب نہ دی ہو۔ قرآنِ کریم بھی اہل اسلام کو کئی مقام پر دعا کی تعلیم دیتا نظر آتا ہے۔ گویا دعا اُن اہم عبادات میں سے ہے جن کا اللہ

تعالیٰ نے اپنے بندوں کو خاص حکم دیا ہے، اور پھر اس کریم نے اس کی قبولیت کا بھی وعدہ فرمایا ہے؛ نیز اس سے اِعراض کرنے والوں کو سخت وعید سنائی ہے۔ اِرشادِ باری تعالیٰ ہے :

وَقَالَ رَبُّكُمُ ادْعُونِيْ أَسْتَجِبْ لَكُمْ o (سورۂ غافر:۶۰/۴۰)

اور تمہارے رب نے فرمایا ہے: تم لوگ مجھ سے دعا کیا کرو میں ضرور قبول کروں گا۔

دوسرے مقام پر فرمایا :

وَإِذَا سَأَلَكَ عِبَادِيْ عَنِّيْ فَإِنِّيْ قَرِيْبٌ أُجِيْبُ دَعْوَةَ الدَّاعِ إِذَا دَعَانِ فَلْيَسْتَجِيْبُوْا لِيْ وَلْيُؤْمِنُوْا بِيْ لَعَلَّهُمْ يَرْشُدُوْنَ o (سورۂ بقرہ: ۱۸۶/۲)

اور (اے حبیب!) جب میرے بندے آپ سے میری نسبت سوال کریں تو (بتا دیا کریں کہ) میں نزدیک ہوں، میں پکارنے والے کی پکار کا جواب دیتا ہوں جب بھی وہ مجھے پکارتا ہے، پس انہیں چاہیے کہ میری فرماں برداری اِختیار کریں اور مجھ پر پختہ یقین رکھیں تا کہ وہ راہِ (مراد) پا جائیں۔

ایک اور جگہ اِرشاد ہوتا ہے :

أَمَّنْ يُّجِيْبُ الْمُضْطَرَّ إِذَا دَعَاهُ وَيَكْشِفُ السُّوْٓءَ وَيَجْعَلُكُمْ خُلَفَآءَ الْأَرْضِ o (سورۂ نمل: ۶۲/۲۷)

بلکہ وہ کون ہے جو بے قرار شخص کی دعا قبول فرماتا ہے جب وہ اسے پکارے اور تکلیف دور فرماتا ہے اور تمہیں زمین میں (پہلے لوگوں کا) وارث و جانشین بناتا ہے؟۔

مزید فرمایا :

اُدْعُوْا رَبَّكُمْ تَضَرُّعًا وَّخِيْفَةً ، اِنَّهٗ لَا يُحِبُّ الْمُعْتَدِيْنَ o (سورۂ اعراف: ۱۸۶/۷)

تم اپنے رب سے گڑگڑا کر اور آہستہ (دونوں طریقوں سے) دعا کیا کرو، بے شک وہ حد سے بڑھنے والوں کو پسند نہیں کرتا۔

حدیث پاک میں بھی جا بجا دعا و مناجات کی تاکید آئی ہے، اور بہت سی مشکل گھڑیوں میں خود تاجدارِ کائنات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم، احکم الحاکمین کی بارگاہ میں خصوصی طور پر دعا مانگتے نظر آتے ہیں؛ جس میں اُمت کے لیے تعلیم ہے کہ وہ بھی پروردگارِ عالم سے اپنا تعلق اُستوار رکھے اور اس سے دعائیں کرتے رہا کرے۔ دنیا کے تمام مذاہب میں دعا کا تصور موجود رہا ہے؛ لیکن اسلام کا اِختصاص یہ ہے کہ اس نے دعا کو مستقل عبادت کا درجہ دیا ہے۔ اِرشادِ ہدایت بنیاد ہے :

اَلدُّعَاءُ هُوَ الْعِبَادَةُ۔ یعنی دعا عبادت ہی ہے۔[سنن ابوداؤد:۴/۴۹۳ حدیث:۱۴۸۱......سنن ترمذی:۱۱/۲۰۱ حدیث:۳۲۳۲......سنن ابن ماجہ:۱۱/۴۲۵ حدیث:۳۹۶۰]

دعا نہ صرف یہ کہ خود عبادت ہے بلکہ عبادت کا خلاصہ اور مغز ہے۔ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ سرکارِ دوعالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا :

اَلدُّعَاءُ مُخُّ الْعِبَادَةِ ۔ یعنی دعا عبادت کا مغز اور نچوڑ ہے۔[سنن ترمذی:۱۲/۲۶۲ حدیث:۳۶۹۸......معجم اوسط طبرانی:۷/۲۹۴ حدیث:۳۳۲۴]

مذکورہ احادیث نبوت کو ملاحظہ فرمائیں کہ اِنسان اللہ رب العزت سے مانگ تو اپنی ضروریات رہا ہے؛ مگر پہلی حدیث میں اس کے مانگنے کو عبادت قرار دیا جارہا ہے۔ جب کہ دوسری حدیث میں اس سے بھی ایک قدم آگے بڑھ کر دعا کو عبادت کا بھی جوہر بتایا جارہا ہے۔ اسے کہتے ہیں: 'آم کے آم اور گٹھلیوں کے دام'۔ اور چونکہ دعا عبادت کی بھی اعلیٰ ترین شکل ہے؛ اس لیے ایک اور مقام پر اِرشاد فرمایا :

لَیْسَ شَیْءٌ أَکْرَمَ عَلَی اللّٰہِ تَعَالیٰ مِنَ الدُّعَاءِ ۔ یعنی اللہ تعالیٰ کے نزدیک کوئی چیز دعا سے زیادہ معزز و محترم نہیں ہے۔[ترمذی:۱۲/۲۵۹ حدیث:۳۶۹۶......ابن ماجہ:۱۱/۴۲۶ حدیث:۳۹۶۱]

اور جب دعا اللہ سبحانہ وتعالیٰ کے ہاں قدر ومنزلت والی چیز ہے تو وہ بندہ بھی خود بخود معزز بن جاتا ہے جو کثرت سے دعا مانگتا ہے۔ اللہ رب العزت نے چوں کہ دعا کو اپنی عطاؤں کا ذریعہ بنایا ہے؛ اس لیے وہ اس بات کو پسند کرتا ہے کہ بندہ اس سے زیادہ سے زیادہ مانگے، اور زیادہ سے زیادہ عنایاتِ ربانی اور نوازشاتِ رحمانی کا مستحق بنتا چلا جائے؛ چنانچہ حضور رحمت عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

سِلُوا اللّٰهَ مِنْ فَضْلِهِ فَإِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ أنْ يُّسْئَلَ وأفضل العبادة انتظار الفرج۔ یعنی اللہ تعالیٰ سے اس کا فضل مانگا کرو؛ بے شک اللہ تعالیٰ اس بات کو پسند کرتا ہے کہ اس سے سوال کیا جائے (اور مانگا جائے)۔ اور بہترین عبادت (صبر کے ساتھ) فراخی کا اِنتظار ہے۔ [سنن ترمذی: ۱۱۳/۱۳ حدیث: ۳۹۱۹ ...... مسند احمد بن حنبل: ۳۰۶/۲ حدیث: ۸۰۵۰]

اور دوسری طرف نہ مانگنے والوں کے حوالے سے فرمایا:

مَنْ لَا يَدعُو [يَسألُ] اللّٰهَ يَغْضَبْ عَلَيْهِ۔ یعنی جو شخص اللہ سے دعا نہ مانگے، اللہ اس سے ناراض ہوتا ہے۔ [سنن ترمذی: ۲۶۵/۱۲ حدیث: ۳۷۰۰ ...... مستدرک حاکم: ۳۵۴/۴ حدیث: ۱۷۶۱ ...... مسند ابویعلی موصلی: ۴۰۰/۱۳ حدیث: ۶۵۱۷]

چنانچہ حضور تاجدارِ کائنات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ہر چھوٹی بڑی حاجت اللہ سبحانہ وتعالیٰ سے مانگنے کی ترغیب دیتے ہوئے اِرشاد فرمایا:

لِيَسْئَلْ أحَدُكُمْ رَبَّهٗ عزوجل حَاجَتَهٗ كُلَّهَا حَتىٰ يَسألَ شِسْعَ نَعْلِهِ إذَا انْقَطَعَ۔ یعنی تم میں سے ہر ایک کو چاہیے کہ وہ اپنی ضرورت کی ہر چیز اپنے رب سے مانگے حتیٰ کہ جب اُس کے جوتے کا تسمہ ٹوٹے تو وہ بھی اُسی سے مانگے۔ [سنن ترمذی: ۱۸۱/۱۳ حدیث: ۳۹۶۲ ...... صحیح ابن حبان: ۱۷۷/۳ حدیث: ۸۹۴]

اس حدیث کا مفاد و مقصود یہ ہے کہ چھوٹی بڑی ہر چیز دینے والا اللہ ہی ہے اور سب کا

حقیقی مالک بھی۔ اگرچہ بظاہر ہم اس کی کسی مخلوق سے ہی کیوں نہ کچھ طلب کریں، ہر حال میں توجہ حقیقتاً اللہ ہی کی طرف ہونی چاہیے، جو یہ تاویل نہیں مانتا اس کو چاہیے کہ عالم ظاہر میں وہ کسی سے کچھ نہ مانگے؛ مگر کوئی فرقہ وعقیدہ والا ہو وہ اس پر کاربند نہیں ہوتا، پھر بعض امور ومسائل میں ہم سنیوں پر شرک کا حکم لگانے کا انہیں کیا جواز بنتا ہے!۔

دعا اِنسان کے لیے کیا کچھ کرسکتی ہے، اس کا اندازہ مندرجہ ذیل حدیث مبارکہ سے لگائیں کہ دعا کو تقدیر بدل نسخہ اور عمر میں اِضافے کا ذریعہ قرار دیا گیا ہے :

لَا یَرُدُّ الْقَضَاءَ إِلَّا الدُّعاءُ وَلَا یَزِیدُ فِي الْعُمُرِ اِلَّا الْبِرُّ۔ یعنی دعا کے علاوہ کوئی چیز تقدیر کو نہیں بدل سکتی، اور نیکی (وحسن سلوک) ہی سے عمر بڑھتی ہے۔
[سنن ترمذی: ۲۷۸/۸ حدیث: ۲۲۸۹...... سنن ابن ماجہ: ۱۰۶/۱ حدیث: ۹۵]

دوسری جگہ اِرشاد فرمایا :

لَنْ یَّنْفَعَ حَذَرٌ مِنْ قَدَرٍ وَلٰکِنِ الدُّعَاءُ یَنْفَعُ مِمَّا نَزَلَ وَمِمَّا لَمْ یَنْزِلْ فَعَلَیْکُمْ بِالدُّعَاءِ عِبَادَ اللّٰہِ !۔ یعنی کوئی بچانے والی چیز تقدیر کے معاملے میں کام نہیں دیتی؛ مگر دعا سب معاملات میں نفع دیتی ہے جو نازل ہو چکے ہیں اور جو ابھی نازل نہیں ہوئے۔ پس اے اللہ کے بندو! دعا کو لازم پکڑو۔ [مسند احمد بن حنبل: ۲۳۴/۵ حدیث: ۲۲۰۹۷...... مسند شہاب قضاعی: ۳۲۱/۳ حدیث: ۸۰۴]

دعا کی اِتنی زیادہ اہمیت کے پیش نظر دعا سے محروم لوگوں کی مذمت کرتے ہوئے حضور تاجدارِ کائنات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اِرشاد فرمایا :

إِنَّ أَعْجَزَ النَّاسِ مَنْ عَجَزَ فِي الدُّعَاءِ۔ یعنی بے شک لوگوں میں سب سے زیادہ عاجز (قابل ترس) وہ شخص ہے جو دعا میں عاجزی کرتا ہے۔ (یعنی سستی وکاہلی کی وجہ سے دعا نہیں مانگتا)۔ [معجم کبیر طبرانی: ۵۷/۲۰ حدیث: ۱۳۳۴...... شعب الایمان بیہقی: ۲۷۶/۱۸ حدیث: ۸۵۰۶]

دعا کے سلسلے میں ایک دلچسپ بات یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے عبادت کا حکم دیا لیکن اس کی قبولیت کا وعدہ نہیں فرمایا؛ لیکن دعا کا حکم دیتے ہوئے ساتھ ہی وعدہ بھی فرمالیا کہ میں قبول کروں گا تاکہ بندہ مکمل طور پر یکسوئی، اِطمینان اور کامل یقین کی حالت میں دعا مانگے۔ حضور سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اسی بات آگے بڑھاتے ہوئے ارشادفرمایا :

اُدْعُوا اللّٰهَ وَأَنْتُمْ مُوقِنُونَ بِالإِجَابَةِ ۔ یعنی اللہ سے دعا مانگا کرو، اس حال میں کہ تمہیں قبولیت کا مکمل یقین ہو۔[سنن ترمذی:۱۲/۴۴ حدیث:۳۸۱۶......مسند احمد بن حنبل:۲/۱۷۷ احدیث:۶۶۵۵......مستدرک:۴/۳۶۴ حدیث:۱۷۷۱]

یہاں جو لفظ 'موقنون' اِستعمال ہوا ہے وہ لفظ ایقان سے بنا ہے اور ایقان عربی زبان میں یقین کے اُس اعلیٰ ترین درجے کو کہتے ہیں جہاں شک وشبہہ کی اَدنیٰ سی گنجائش بھی نہ ہو۔ قبولیت کے اس یقین کی بنیاد یہ ہے کہ اللہ رب العزت کے خزانے میں ہر چیز وافر مقدار میں موجود ہے۔ ساری مخلوقات کو دے کر بھی اس کے خزانے میں ایک ذرہ بھر کمی نہیں آتی؛ چنانچہ حدیث قدسی ہے کہ اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے اِرشادفرمایا :

يَا عِبَادِي لَو أَنَّ أَوَّلَكُمْ وَاٰخِرَكُمْ وَجِنَّكُمْ وَإِنْسَكُمْ اِجْتَمَعُوْا فِي صَعِيْدٍ وَاحِدٍ فَسَئَلُوْنِي جَمِيْعًا فَأَعْطَيْتُ كُلَّ إِنْسَانٍ مِنْهُمْ مَسْئَلَتَهٗ لَمْ يَنْقُصْ ذٰلِكَ مِمَّا عِنْدِي إِلَّا كَمَا يَنْقُصُ الْمِخْيَطُ إِذَا غَمَسَ الْبَحْر. یعنی اے میرے بندو! اگر تمہارے سب اگلے پچھلے، جن وانس ایک میدان میں جمع ہوجائیں اور سب مجھ سے مانگیں اور میں اُن میں سے ہر ایک کا سوال پورا کردوں تو یہ دینا میرے خزانے میں کمی نہیں کرے گا؛ مگر اتنی جتنی کہ سمندر میں ڈبونے سے سوئی سمندر کے پانی میں کمی کرے گی۔[سنن ترمذی:۹/۳۹۶ حدیث: ۲۶۸۳......مستدرک حاکم:۱۷/۴۶۸ حدیث:۷۷۱۴]

ایک طرف تو اُس کے خزانے بھرے ہوئے ہیں اور دوسری طرف وہ ذات اپنے

بندوں کے ساتھ حد درجہ مہربان اور قدر دان ہے؛ چنانچہ بندوں کے اُٹھے ہوئے ہاتھ واپس لوٹانا اُس کی بندہ پروری کو گوارا ہی نہیں ہے۔ جیسا کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا :

إِنَّ اللّٰهَ تَعَالٰی لَيَسْتَحِيِي أَنْ يَّبْسُطَ الْعَبْدُ إِلَيْهِ يَدَيْهِ لِيَسْأَلَهُ خَيْرًا فَيَرُدَّهُمَا خَائِبَتَيْنِ۔ یعنی بے شک اللہ تعالیٰ کو اس بات سے حیا آتی کہ بندہ اس کی طرف اپنے ہاتھ پھیلا کر بھلائی کا سوال کرے اور اللہ تعالیٰ اُن ہاتھوں کو خالی لوٹا دے۔[مسند احمد:۴۳۸/۵ حدیث:۲۳۷۶۵......مستدرک:۶۷۵/۱ حدیث:۱۸۳۰]

الغرض! دعا لمحہ بہ لمحہ ہماری زندگی کی ساتھی اور انیس جاں ہے۔ یہ نہ صرف زندگی میں ہمارا سہارا بنتی ہے بلکہ عالَم برزغ میں بھی ہماری ترقی مدارج کا باعث بنے گی۔ سرکار دو عالم محسن انسانیت علیہ الصلوٰۃ والسلام ارشاد فرماتے ہیں :

يا ابن آدم إنك ما دعوتني ورجوتني غفرت لك علیٰ ما كان فيك ولا أبالي۔ يا ابن آدم لو بلغت ذنوبك عنان السماء ثم استغفرتني غفرت لك ولا أبالي۔ يا ابن آدم إنك لو أتيتني بقراب الأرض خطاءا ثم لقيتني لا تشرك بي شيئا لأتيتك بقرابها مغفرة۔ یعنی اے اولادِ آدم! جب تک تو مجھ سے دعا کرتا رہے گا اور اُمید رکھے گا جو کچھ بھی تو کرتا رہے میں تجھے بخشتا رہوں گا، اور مجھے کوئی پروا نہیں۔ اے ابن آدم! اگر تیرے گناہ آسمان کے بادلوں تک پہنچ جائیں، پھر بھی تو بخشش مانگے تو میں بخش دوں گا، مجھے کوئی پرواہ نہیں۔ اے ابن آدم! اگر تو زمین بھر کے برابر گناہ بھی لے کر میرے پاس آئے پھر مجھے اس حالت میں ملے کہ تو نے میرے ساتھ کسی چیز کو شریک نہ ٹھہرایا تو یقیناً میں زمین بھر کے برابر تجھے بخشش عطا کروں گا۔[مسند شامیین:۵۳/۴ حدیث:۲۷۱۰......معجم اوسط طبرانی:۱۰۷/۵ حدیث:۴۵۲۱]

الغرض! اگر ہم غور کریں تو معلوم ہوتا ہے کہ اسلام نے ہمیں ہر لمحہ ہر موڑ پر ذکر و دعا کا درس دیا ہے۔ گھر سے نکلیں تو دعا بازار جائیں تو دعا، سواری پر سوار ہوں تو دعا، شہر میں داخل ہوں تو دعا، پانی پئیں تو دعا، کھانا کھانے سے فارغ ہوں تو دعا، مسجد میں داخل ہوں تو دعا اور نماز تو دعاؤں کا مجموعہ ہے ہی۔ مسجد سے باہر نکلیں تو دعا، لباس پہنیں تو دعا، غرضیکہ دین اسلام نے انسان کو کسی بھی موڑ پر اکیلا اور بے رہبر نہیں چھوڑا، ہر مقام پر ذکر الٰہی کی تلقین کی ہے۔ لہٰذا ہمیں چاہیے کہ ہم ہمہ وقت دعا و مناجات اور ذکر الٰہی میں مشغول و مصروف رہیں کہ اسی میں دارین کی کامیابی کا راز پنہاں ہے۔

ذِکر کی اَہمیت: ذکر عربی زبان کا لفظ ہے جس کے لغوی معانی یاد کرنا، کسی شئے کو بار بار ذہن میں لانا، کسی چیز کو دہرانا اور دل و زبان سے یاد کرنا ہیں۔ ذکر الٰہی سے مراد یادِ الٰہی ہے۔ ذکر کا مفہوم یہ ہے کہ بندہ ہر وقت اور ہر حالت میں، اٹھتے بیٹھتے اور لیٹتے اپنے معبودِ حقیقی کو یاد رکھے اور اس کی یاد سے کبھی غفلت نہ برتے۔ ذکرِ الٰہی انوار و برکات کی کنجی، بصیرت کا آغاز اور تماشا گاہ ہستی کی جلوہ آرائیوں کا اِقرار ہے۔ سب سے بڑھ کر یہ کہ ذکر الٰہی خالق حقیقی سے گہرا تعلق و ربط اُستوار کر دیتا ہے۔ نیز ذکر اللہ ہی وہ راستہ اور دروازہ ہے جس کے ذریعے ایک بندہ بارگاہِ الٰہی تک بآسانی رسائی حاصل کر لیتا ہے۔ اِرشاد ربانی ہے :

وَلَذِكْرُ اللّٰهِ اَكْبَرُ . (سورۂ عنکبوت: ۴۵/۲۹)

اور یقین کرو کہ اللہ کا ذکر ہر چیز سے بزرگ تر ہے۔

اللہ رب العزت نے روح کو جسم اِنسانی کا حصہ بنایا ہے۔ بڑے دکھ کی بات یہ ہے کہ ایک انسان اپنے جسم کی غذا کا بندوبست کرنے کے لیے تو صبح و شام سرگرداں دکھائی دیتا ہے؛ لیکن اپنی روح کی غذا کی کوئی فکر نہیں کرتا۔ حالاں کہ جسم کی توانائی سے روح کی توانائی کہیں زیادہ اہمیت کی حامل ہے۔ جس طرح جسم کو غذا نہ ملے یا ناقص غذا ملے تو جسم بیمار ہو جاتا ہے، اسی طرح روح بھی غذا نہ ملنے یا ناقص غذا ملنے کے باعث بیمار ہو جاتی

ہے۔جسم کی بیماری صرف دنیا کی بربادی کا سبب ہوتی ہے، جب کہ روح کی بیماری دنیا و آخرت دونوں کی بربادی کا سبب بنتی ہے۔جسم کا روگ طبیبوں کے نسخہ جات سے دور کیا جاتا ہے، جب کہ قلب وروح کا روگ اہل اللہ کی توجہ اور ذکر اللہ کی مداومت سے دور ہوتا ہے۔اِرشادِ باری تعالیٰ ہے :

أَلاَ بِذِكْرِ اللّٰهِ تَطْمَئِنُّ الْقُلُوْبُ. (سورۂ رعد:۲۸/۱۳)

یقیناً اللہ کے ذکر سے دلوں کو اطمینان وسکون نصیب ہوتا ہے۔

بلاشبہ اللہ تعالی کا ذکر اطمینانِ قلب اور راحت جاں کا سبب ہے۔حضور اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بار بار اپنے ارشادات سے نہ صرف ذکر اللہ کی اہمیت کو اجاگر کیا ہے بلکہ خود آپ کا اپنا معمول یہ تھا کہ اُم المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالی عنہا بیان کرتی ہیں :

كان النبي صلى الله عليه وآله وسلم يذكر الله على كلِ أحيانِهِ .

یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہر وقت اور ہر حال میں اللہ کا ذکر کیا کرتے تھے۔[صحیح بخاری:۲/۳۰۷حدیث:۱۹......صحیح مسلم:۱/۱۹۴حدیث:۸۵۲]

ذکر الٰہی ہر عبادت کی اصل ہے۔تمام جنوں اور انسانوں کی تخلیق کا مقصد عبادتِ الٰہی ہے اور تمام عبادات کا مقصودِ اصلی یادِ الٰہی ہے۔اگر آپ غور وفکر سے کام لیں تو معلوم ہوگا کہ کوئی عبادت اور کوئی نیکی اللہ تعالیٰ کے ذکر اور اس کی یاد سے خالی نہیں۔ذرا دیکھیں کہ سب سے پہلی فرض عبادت نماز کا بھی یہی مقصد ہے کہ اللہ تعالیٰ کے ذکر کو دوام حاصل ہو اور وہ ہمہ وقت جاری رہے۔یوں ہی نفسانی خواہشات کو مقررہ وقت کے لیے روکے رکھنے کا نام روزہ ہے۔جس کا مقصد دل کو ذکر الٰہی کی طرف راغب کرنا ہے۔روزہ نفس انسانی میں پاکیزگی پیدا کرتا ہے اور دل کی زمین کو ہموار کرتا ہے تاکہ اس میں یادِ الٰہی کا ظہور ونفوذ ہو۔

یوں ہی قرآن حکیم پڑھنا افضل ہے؛ کیونکہ یہ اللہ تعالی کا کلام ہے اور سارے کا سارا اسی کے ذکر سے بھرا ہوا ہے،اس کی تلاوت اللہ تعالیٰ کے ذکر کو تر وتازہ رکھتی ہے۔معلوم ہوا

کہ تمام عبادات کی اصل ذکرِ الٰہی ہے اور ہر عبادت کسی نہ کسی صورت میں یادِ الٰہی کا ذریعہ ہے۔ مردِ مومن کی یہ پہچان ہے کہ وہ جب بھی کوئی نیک عمل کرے تو اس کا مطمحِ نظر اور نصب العین فقط رضاے الٰہی کا حصول ہونا چاہیے۔ یوں ذکرِ الٰہی رضاے الٰہی کا زینہ قرار پاتا ہے۔ اس اہمیت کے پیشِ نظر قرآن وسنت میں جابجا ذکر الٰہی کی تاکید کی گئی ہے۔ کثرت ذکر محبت الٰہی کا اوّلین تقاضا ہے۔ انسانی فطرت ہے کہ وہ اس چیز کو ہمیشہ یاد کرتا ہے جس کے ساتھ اس کا گہرا تعلق ہو۔ وہ کسی صورت میں بھی اسے بھلانے کے لیے تیار نہیں ہوتا۔

مختصر یہ کہ ذکر و دعا مسلمانوں کے مضبوط قلعے ہیں، جن کی بدولت انسان نفسانی خواہشات، اور دلوں کی کجی سے محفوظ رہتا ہے، نیز ان کا سب سے بڑا فائدہ یہ ہے کہ ان سے اللہ تعالیٰ کا قرب حاصل ہوتا ہے، شیطانی تسلط کا زور ٹوٹتا ہے، بے لگام خواہشات کا خاتمہ ہوتا ہے اور دلوں کو روحانیت وطمانیت کا نور حاصل ہوتا ہے۔ اِنسانی اصلاح، تزکیہ نفس اور تقوی ولِلّٰہیت کے دوام واستحکام کے لیے کتاب وسنت میں ذکر اور مسنون ادعیہ کی خاص تاکید ہے۔

اسی اہمیت کے پیشِ نظر ائمہ محدثین اور علماے سلف نے اذکار وادعیہ کے ابواب کتب احادیث میں باقاعدگی سے قائم کیے ہیں اور اذکار واوراد کے حصول کی آسانی کے لیے نیز مختلف مواقع پر پڑھی جانے والی دعاؤں کے لیے الگ الگ تصانیف بھی یادگار چھوڑی ہیں، جن میں علامہ ابن جزری اور امام سیوطی وغیرہ کی کتب مشہور عالم ہیں۔

ذکر و دعا کی اہمیت وعظمت پر ہلکی سی روشنی ڈالنے کے بعد آیئے دیکھتے ہیں شیخ الاسلام والمسلمین امام احمد رضا کی شخصیت کو، اور اپنے موضوع کا جائزہ لیتے ہیں۔ امام احمد رضا اور ذکر و دعا کے موضوع پر مختلف جہتوں سے گفتگو کی جاسکتی ہے؛ چنانچہ میں نے اس کے لیے اختصار کے پیشِ نظر بس تین رخ متعین کیے ہیں۔

پہلا رخ یہ ہے کہ امام احمد رضا کی زندگی ذکر و دعا سے کس طرح عبارت دکھائی دیتی

ہے اور انھیں بازارِ دنیا میں ذکر ودعا میں مشغولیت اختیار کر کے لمحے لمحے کی قیمت وصول کرنے کی کیسی فکر ہے!۔ نیز دعا پر ان کا اعتماد واِعتقاد کتنا اعلیٰ اور پختہ تھا۔

دوسرا رخ یہ ہے کہ ذکر ودعا کی اہمیت وعظمت کے تعلق سے آپ کی تحریری خدمات کیا ہیں۔ اور آپ کے رسائل وکتب وفتاویٰ اس موضوع پر کیا مواد فراہم کرتے ہیں۔

تیسرا رخ یہ ہے کہ اعلیٰ حضرت نے مختلف مواقع کے لیے کیا وظائف ومعارف عطا کیے ہیں، اور متعدد اَمراض سے بچنے کے لیے کیسے کیسے اشغال واعمال آپ نے نفع خلائق کی غرض سے تجویز وتحریر فرمائے۔

پہلا رخ:

شیخ الاسلام والمسلمین، مجدد اعظم امام احمد رضا محدث بریلوی قدس سرہ العزیز کی ذاتی سیرت کا جب ہم مطالعہ کرتے ہیں تو پتا چلتا ہے کہ آپ سنت وشریعت کے کس قدر پابند تھے، اللہ ورسول کے ارشادات کی تعمیل میں کتنے چوبند تھے، دینی فضا اُستوار کرنے اور اِسلامی افکار کو فروغ دینے میں آپ کو کتنی دلچسپی تھی، اور خود آپ کی زندگی کا لمحہ لمحہ اعمالِ صالحہ اور ذکر ودعا کی خوشبوؤں سے کس طرح مالا مال تھا۔ الوظیفۃ الکریمۃ آپ کے مرتبہ اذکار وادعیہ کا ایک بیش بہا خزانہ ہے جو مختصر ہونے باوجود بڑا بافیض وپُرتاثیر ہے۔ یہ سارے وظائف اور دعائیں آپ کے ورد میں تھیں۔

لکھنے والے نے یہاں تک لکھا کہ اگر کوئی مسلمان ان دعاؤں کو روزانہ ورد میں رکھے تو یقیناً ولی ہوجائے۔ اور جو زبان سے کہہ دے وہی ہوکر رہے۔ گویا اعلیٰ حضرت نے ذکر ودعا کی اہمیت وعظمت کو بعد میں عالم آشکار کیا، پہلے خود کو ان کی برکات وفتوحات سے مستفیض ومستنیر فرمایا۔ اس سلسلے میں دو ایک واقعات ذکر کردینا خالی از فائدہ نہ ہوگا، تاکہ دعویٰ بلا دلیل نہ رہ جائے، نیز ان سے بآسانی اندازہ لگایا جاسکے گا کہ امام احمد کا ماثور دعاؤں پر اعتماد واِعتقاد کس درجے کا تھا! :

دعا کی برکت نے وبائے طاعون سے بچالیا: ملفوظ شریف جلد اوّل میں ہے کہ ایک صاحب نے اعلیٰ حضرت کی دعوت کی۔ جب کھانا سامنے آیا تو دیکھا کہ حلوائیوں کی بنی ہوئی پوریاں سہاریاں ہیں، جنھیں اعلیٰ حضرت طبعًا ناپسند فرماتے تھے؛ مگر صرف اس لیے کہ صاحب خانہ کی دل آزاری نہ ہوجائے آپ نے انھیں تناول فرمالیا، پھر اس کے بعد کیا ہوا، صاحب الملفوظ کی زبانی سنتے ہیں :

(پوریاں کباب کھانے کے بعد) اسی دن مسوڑوں میں ورم ہوگیا اور اتنا بڑھا کہ حلق اور منہ بالکل بند ہوگیا، مشکل سے تھوڑا دودھ حلق سے اتارتا اور اسی پر اکتفا کرتا، بات بالکل نہ کرسکتا تھا...... جو کچھ کسی سے کہنا ہوتا لکھ دیتا۔ بخار بہت شدید تھا اور کان سے پیچھے گلٹیں (نکل آئی تھیں)۔ میرے منجھلے بھائی مرحوم ایک طبیب کو لائے، ان دنوں بریلی میں طاعون بہ شدت تھا۔ ان صاحب نے بغور دیکھ کر سات آٹھ مرتبہ کہا: یہ وہی ہے، وہی ہے، وہی ہے یعنی طاعون۔ میں بالکل کلام نہ کرسکتا تھا؛ اس لیے انہیں جواب نہ دے سکا، حالاں کہ میں خوب جانتا تھا کہ یہ غلط کہہ رہے ہیں۔ نہ مجھے طاعون ہے نہ ان شاء اللہ العزیز کبھی ہوگا؛ اس لیے کہ میں نے طاعون زدہ کو دیکھ کر بارہا وہ دعا پڑھ لی ہے جسے حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: جو شخص کسی بلا رسیدہ کو دیکھ کر یہ دعا پڑھ لے گا اس بلا سے محفوظ رہے گا۔ وہ دعا یہ ہے: اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِيْ عَافَانِيْ مِمَّا ابْتَلَاكَ بِهٖ وَفَضَّلَنِيْ عَلٰى كَثِيْرٍ مِّمَّنْ خَلَقَ تَفْضِيْلاً. جن جن اَمراض کے مریضوں، جن جن بلاؤں کے مبتلاؤں کو دیکھ کر میں نے اسے پڑھا بحمدہ تعالیٰ آج تک ان سب سے محفوظ ہوں، اور بعونہ تعالیٰ ہمیشہ محفوظ رہوں گا۔

آشوبِ چشم سے حفاظت: البتہ ایک بار اسے پڑھنے کا مجھے افسوس ہے۔ (ہوا یوں کہ) مجھے نوعمری میں اکثر آشوبِ چشم ہوجاتا اور بوجہ حدت مزاج بہت تکلیف دیتا تھا، انیس سال کی عمر ہوگی کہ رام پور جاتے ہوئے ایک شخص کو رمد چشم میں مبتلا دیکھ کر یہ دعا پڑھی، جب سے اب تک آشوبِ چشم پھر نہ ہوا۔ اسی زمانے

میں صرف دو مرتبہ ایسا ہوا کہ ایک آنکھ کچھ دبتی ہوئی معلوم ہوئی، دو چار دن بعد وہ صاف ہوگئی۔ دوسری دبی پھر وہ بھی صاف ہوگئی؛ مگر درد، کھٹک، سرخی، کوئی تکلیف اصلاً کسی قسم کی نہیں۔ افسوس اس لیے کہ حضور سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے حدیث ہے کہ تین بیماریوں کو مکروہ نہ رکھو: زکام کہ اس کی وجہ سے بہت سی بیماریوں کی جڑ کٹ جاتی ہے۔ کھجلی کہ اس سے امراضِ جلد یہ جذام وغیرہ کا اِنسداد ہو جاتا ہے۔ اور آشوبِ چشم نابینائی کو دفع کرتا ہے۔ چنانچہ اس دعا کی برکت سے یہ تو جاتا رہا۔ (ہاں) ایک اور مرض پیش آیا۔

جمادی الاول ۱۳۰۰ھ میں بعض مہم تصانیف کے سبب ایک مہینہ کامل باریک خط کی کتابیں شبانہ روز علی الاتصال دیکھنا ہوا، گرمی کا موسم تھا، دن کو اندر کے دالان میں کتاب دیکھتا اور لکھتا۔ اٹھائیسواں سال تھا، آنکھوں نے اندھیرے کا خیال نہ کیا۔ ایک روز شدت گرمی کے باعث دوپہر کو لکھتے لکھتے نہایا، سر پر پانی پڑتے ہی معلوم ہوا کہ کوئی چیز دماغ سے دہنی آنکھ میں اتر آئی، بائیں آنکھ بند کر کے دہنی سے دیکھا تو وسط شے مرئی میں ایک سیاہ حلقہ نظر آیا، اس کے نیچے شے کا جتنا حصہ ہوا وہ ناصاف اور دبا ہوا معلوم ہوتا۔

یہاں اس زمانے میں ایک ڈاکٹر علاجِ چشم میں بہت سر برآوردہ تھا، سینڈرسن یا اینڈرسن کچھ ایسا ہی نام تھا۔ میرے استاد جناب بیگ صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے اصرار فرمایا کہ اسے آنکھ دکھائی جائے، علاج کرنے نہ کرنے کا اختیار ہے۔ ڈاکٹر نے اندھیرے کمرے میں صرف آنکھ پر روشنی ڈال کر آلات سے بہت دیر تک بغور دیکھا اور کہا کثرتِ کتاب بینی سے کچھ یبوست آ گئی ہے، پندرہ دن کتاب نہ دیکھو۔ (مگر پندرہ دن تو بہت دور رہا) مجھ سے پندرہ گھڑی بھی کتاب نہ چھوٹ سکی۔

حکیم سید مولوی اشفاق حسین سہسوانی ڈپٹی کلکٹر بھی طبابت کرتے تھے اور فقیر کے مہربان تھے، فرمایا مقدمہ نزولِ آب ہے، بیس برس بعد (خدانا کردہ) پانی اتر آئے گا۔ میں نے التفات نہ کیا اور ایک نزولِ آب والے کو دیکھ کر وہی دعا پڑھ

لی اور اپنے محبوب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اِرشاد پاک پر مطمئن ہو گیا۔

۱۳۱۶ھ میں ایک اور حاذق طبیب کے سامنے ذکر ہوا، بغور دیکھ کر کہا: چار برس بعد (خدانخواستہ) پانی اتر آئے گا، ان کا حساب ڈپٹی صاحب کے حساب سے بالکل موافق آیا، انھوں نے بیس برس کہے تھے، انھوں نے سولہ برس بعد چار کہے، مجھے محبوب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ارشاد پر وہ اعتماد نہ تھا کہ طبیبوں کے کہنے سے معاذ اللہ متزلزل ہو جاتا۔ الحمد للہ کہ بیس در کنار تیس برس سے زائد گزر چکے ہیں اور وہ حلقہ ذرہ بھر نہ بڑھا، نہ بعونہ تعالیٰ بڑھے، نہ میں نے کتاب بینی میں کبھی کمی کی، نہ ان شاء اللہ کمی کروں۔ یہ میں نے اس لیے بیان کیا کہ یہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دائم وباقی معجزات سے ہے جو آج تک آنکھوں دیکھے جارہے ہیں اور قیامت تک اہل ایمان مشاہدہ کریں گے۔

(الملفوظ: ۱/۱۵، ۱۶ مطبوعہ قادری کتاب گھر، بریلی)

دعاؤں نے طوفان کا رخ موڑ دیا: دعاؤں پر بھرپور اعتماد اور فرمانِ پیمبر پر کامل اعتقاد کا کچھ اسی انداز کا ایک واقعہ اعلیٰ حضرت قدس سرہ کو اس وقت پیش آیا جب آپ پہلی بار حج بیت اللہ کی ادائیگی کے لیے اپنے والدین کریمین کے ساتھ حرمین شریفین تشریف لے گئے۔ چنانچہ فرماتے ہیں:

'پہلی بار کی حاضرین والدین ماجدین رحمۃ اللہ علیہما کے ہم رکاب تھی، اس وقت مجھے تیئیسواں سال تھا، واپسی میں تین دن طوفان شدید رہا تھا، اس کی تفصیل میں بہت طول ہے، (حتی کہ) لوگوں نے کفن پہن لیے تھے۔ حضرت والدہ ماجدہ کا اضطراب دیکھ کر ان کی تسکین کے لیے بے ساختہ میری زبان سے نکلا کہ آپ اطمینان رکھیں، خدا کی قسم یہ جہاز نہ ڈوبے گا۔ یہ قسم میں نے حدیث ہی کے اطمینان پر کھائی تھی، جس میں کشتی پر سوار ہوتے وقت غرق سے حفاظت کی دعا ارشاد ہوئی ہے۔ میں نے وہ دعا پڑھ لی تھی، لہٰذا حدیث کے وعدۂ صادقہ پر

مطمئن تھا، پھر بھی قسم کے نکل جانے سے خود مجھے اندیشہ ہوا اور معاً حدیث یاد آئی 'مَنْ یَّتَأَلَّ عَلیَ اللّٰہِ یُکَذِّبُہٗ'۔ حضرت عزت کی طرف رجوع کی، اور سرکار رسالت سے مدد مانگی۔ الحمدللہ کہ وہ مخالف ہوا کہ تین دن سے بہ شدت چل رہی تھی، دو گھڑی میں بالکل موقوف ہوگئی اور جہاز نے نجات پائی'۔ (الملفوظ:۲/۱،۲۔ مطبوعہ قادری کتاب گھر، بریلی)

ان واقعات سے اندازہ ہوتا ہے کہ اعلیٰ حضرت کا دعاؤں پر بھروسہ اور احادیث مصطفیٰ پر اِعتقاد کس قدر پختہ تھا!۔ اور یقیناً جب اِعتماد و اعتقاد اس درجے کا ہو تو پھر اُترنے والی بلائیں خود گرفتار بلا ہوجایا کرتی ہیں، اور طوفان آگے بڑھ کر کشتی کو ساحل مقصود سے ہمکنار کردیا کرتے ہیں۔ اعلیٰ حضرت کا یہ عمل بلاشبہہ اس معروف حدیث کے موافق تھا جس میں سرکار اقدس علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا ہے :

اُدْعُوا اللّٰهَ وَأَنْتُمْ مُوقِنُونَ بِالإِجَابَةِ .

یعنی اللہ سے دعا مانگا کرو، اس حال میں کہ تمھیں قبولیت کا مکمل یقین ہو۔ [سنن ترمذی:۱۲/۴۴۴ حدیث:۳۸۱۶...... مسند احمد بن حنبل:۲/۱۷۷ حدیث:٦٦٥٥]

یہاں غور طلب اَمر یہ ہے کہ لفظ 'موقنون' اِستعمال ہوا ہے جو لفظ ایقان سے بنا ہے اور ایقان عربی زبان میں یقین کے اُس اعلیٰ ترین درجے کو کہتے ہیں جہاں شک وشبہہ کی اَدنیٰ سی گنجائش بھی نہ ہو۔ قبولیت کے اس یقین کی بنیاد یہ ہے کہ اللہ رب العزت کے خزانے میں ہر چیز وافر مقدار میں موجود ہے۔ ساری مخلوقات کو دے کر بھی اس کے خزانے میں ایک ذرہ بھر کمی نہیں آتی؛ چنانچہ حدیث قدسی ہے کہ اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے اِرشاد فرمایا :

يَا عِبَادِي لَو أَنَّ أَوَّلَكُمْ وَآخِرَكُمْ وَجِنَّكُمْ وَإِنْسَكُمْ اِجْتَمَعُوْا فِي صَعِيْدٍ وَاحِدٍ فَسَئَلُوْنِي جَمِيْعًا فَأَعْطَيْتُ كُلَّ إِنْسَانٍ مِنْهُمْ مَسْئَلَتَهُ لَمْ يَنْقُصْ ذٰلِکَ مِمَّا عِنْدِي إِلَّا كَمَا يَنْقُصُ الْمِخْيَطُ إِذَا غَمَسَ الْبَحْرِ .

یعنی اے میرے بندو! اگر تمہارے سب اگلے پچھلے، جن وانس ایک میدان میں جمع ہوجائیں اور سب مجھ سے مانگیں اور میں اُن میں سے ہر ایک کا سوال پورا کردوں تو یہ دینا میرے خزانے میں کمی نہیں کرے گا؛ مگر اتنی جتنی کہ سمندر میں ڈبونے سے سوئی سمندر کے پانی میں کمی کرے گی۔ [سنن ترمذی:۳۹۶/۹ حدیث: ۲۶۸۳......مستدرک حاکم:۴۶۸/۱۷ حدیث:۷۷۱۴]

ایک طرف تو اُس کے خزانے بھرے ہوئے ہیں اور دوسری طرف وہ ذات اپنے بندوں کے ساتھ حد درجہ مہربان اور قدر دان ہے؛ چنانچہ بندوں کے اُٹھے ہوئے ہاتھ واپس لوٹانا اُس کی بندہ پروری کو گوارا ہی نہیں ہے۔ جیسا کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا :

إنَّ اللّٰهَ تَعالیٰ لَيَسْتَحِيي أنْ يَّبْسُطَ الْعَبْدُ إلَيْهِ يَدَيْهِ لِيَسْألَهُ خَيْرًا فَيَرُدَّهُمَا خَائِبَتَيْنِ .

یعنی بے شک اللہ تعالیٰ کو اس بات سے حیا آتی کہ بندہ اس کی طرف اپنے ہاتھ پھیلا کر بھلائی کا سوال کرے اور اللہ تعالیٰ اُن ہاتھوں کو خالی لوٹا دے۔

[مسند احمد بن حنبل:۴۳۸/۵ حدیث:۲۳۷۶۵......مستدرک حاکم:۶۷۵/۱ حدیث:۱۸۳۰]

دوسرا رُخ:

امام احمد رضا نے ذکرودعا کی اَہمیت پر اپنی کتب وفتاویٰ میں جزوی بحثوں کے علاوہ ان موضوعات پر مستقل کتابیں بھی تصنیف فرمائی ہیں، اور اس سلسلے میں آپ کی تحقیقات بہت سی غلط فہمیوں کا اِزالہ اور گوناگوں شبہات کا تصفیہ کرتی دکھائی دیتی ہیں۔ مندرجہ ذیل کتب ورسائل

نسیم الصبا فی أن الأذان یحول الوباء

ایذان الأجرفی أذان القبر

انوار البشارۃ فی مسائل الحج والزیارۃ

العروس المعطار فی زمن دعوۃ الافطار

الحرف الحسن فی الکتابۃ علی الکفن

المنۃ الممتازۃ فی دعوات الجنازۃ

بذل الجوائز علی الدعاء بعدصلوٰۃ الجنائز

وغیرہ میں بھی امام احمد رضا قدس سرہ نے جزوی اور ضمنی طور پر ذکر و دعا کے تعلق سے بہت سے اِفادات پیش فرمائے ہیں، اور مخالفین کی کج فہمیاں دور کر کے شریعت مطہرہ کی بے غبار تعلیمات کے انوار کو عام و تام فرمایا ہے۔ اَب ذیل میں ہم اَدعیہ و اذکار کے تعلق سے تحقیقاتِ رضویہ کے کچھ جلوے قارئین کے روبرو پیش کرنے کی سعادت حاصل کر رہے ہیں۔ اور یہی دراصل ہمارا مقصودِ نگارش بھی ہے۔ وما توفیقی الا باللہ علیہ توکلت والیہ انیب

دعا نہ کرنے کی تہدید پر آیت سے اِستدلال: اِسلام نے دعا کی بڑی اَہمیت جتلائی ہے، اور کتاب وسنت میں اس کی عظمتوں کے نقوش جا بجا دیکھے جا سکتے ہیں۔ اعلیٰ حضرت ایک جگہ فرماتے ہیں کہ ’دعا سلاحِ ایمان ہے، دعا جالب امن و امان ہے، دعا نورِ زمین و آسمان ہے، اور دعا باعث رضائے رحمٰن ہے‘۔

اِسلام نے جہاں دعا کرنے پر بہت زیادہ زور دیا ہے، وہیں دعا نہ کرنے پر کافی سخت سست بھی سنایا ہے۔ ترکِ دعا پر تہدید کے سلسلے میں کئی ایک احادیث معروف ہیں (بعضے گزشتہ سطور میں گزر چکی ہیں)؛ مگر قرآن سے اس کا ثبوت مجھ ہیچ مداں کی ظاہری نظر سے کہیں نہیں گزرا۔ لیکن اعلیٰ حضرت نے اس سلسلے میں قرآن کریم کی ایک آیت سے ترک دعا پر تہدید کا بڑا خوبصورت اِستشہاد کیا ہے، فرماتے ہیں:

> ’ارشادِ باری تعالیٰ ہے: فَلَوْلَا اِذْ جَآءَ هُمْ بَأْسُنَا تَضَرَّعُوْا وَلٰكِنْ قَسَتْ قُلُوْبُهُمْ۔ تو کیوں نہ ہوا، جب آئی تھی ان پر ہماری طرف سے سختی، تو گڑگڑائے ہوتے، لیکن سخت ہو گئے ہیں دل اُن کے۔ [سورۂ انعام: ۶/۴۳] اِس آیت سے ترکِ دعا پر تہدید شدید نکلی‘۔ (احسن الوعاء لآداب الدعاء، مولانا نقی علی خاں، وشرحہ ذیل المدعا لاحسن الوعاء، امام احمد رضا محدث بریلوی: ۴،۵)

قبولیت دعا میں عجلت دکھانے والوں کے لیے ایک تمثیل سے تفہیم: عموماً لوگوں کو دیکھا گیا ہے کہ دعا کی قبولیت کے تعلق سے شاکی نظر آتے ہیں، اور دعا جلد قبول نہ ہونے پر زبانِ شکوہ کھول دیتے ہیں۔ اعلیٰ حضرت نے اس سلسلے میں دنیوی درباروں میں ضرورت مندوں کے ساتھ ہوتے بدترین سلوک کی تمثیل پیش کر کے دعا گویوں کے لیے جو خیرخواہانہ تفہیم و تعلیم فرمائی ہے، وہ پڑھنے سے تعلق رکھتی ہے، لکھتے ہیں :

'سگانِ دنیا کے امیدواروں کو دیکھا جاتا ہے کہ تین تین برس تک اُمیدواری میں گزارتے ہیں، صبح و شام اُن کے دروازوں پر دوڑتے ہیں اور وہ ہیں کہ رخ نہیں ملاتے، بار نہیں دیتے، جھڑکتے، دل تنگ ہوتے، ناک بھوں چڑھاتے ہیں۔ امیدواری میں لگایا تو بیگار ڈالی، یہ حضرت گرہ سے کھاتے، گھرے منگاتے، بے کار بیگار کی بلا اُٹھاتے ہیں، اور وہاں برسوں گزریں، ہنوز روزِ اول ہے؛ مگر یہ نہ اُمید توڑیں، نہ پیچھا چھوڑیں اور احکم الحاکمین، اکرم الاکرمین عز جلالہ کے دروازے پر اول تو آتا ہی کون ہے، اور آئے بھی تو اکتاتے گھبراتے، کل کا ہوتا آج ہو جائے، ایک ہفتہ کچھ پڑھتے گزرا اور شکایت ہونے لگی، صاحب پڑھا تو تھا، کچھ اَثر نہ ہوا۔ یہ احمق اپنے لیے اجابت کا دروازہ خود بند کر لیتے ہیں۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں: یستجاب لأحدکم ما لم یعجل یقول دعوت فلم یستجب لی. تمہاری دعا قبول ہوتی جب تک جلدی نہ کرو کہ میں نے دعا کی تھی، قبول نہ ہوئی۔ اور پھر بعض تو اس پر ایسے جامے سے باہر ہو جاتے ہیں کہ اعمال وادعیہ کے اَثر سے بے اِعتقاد بلکہ اللہ عزوجل کے وعدہ وکرم سے بے اعتماد - والعیاذ باللہ الکریم الجواد - ایسوں سے کہا جائے کہ اے بے حیا بے شرمو! ذرا اپنے گریبان میں منہ ڈالو، اگر کوئی تمھارا برابر والا دوست تم سے ہزار بار کچھ کام اپنے کہے اور تم اُس کا ایک کام نہ کرو، تو اپنا

کام اس سے کہتے ہوئے اول تو آپ لجاؤ گے کہ ہم نے تو اس کا کہنا کیا ہی نہیں، اب کس منہ سے اس سے کام کو کہیں۔ اور اگر غرض دیوانی ہوتی ہے، کہہ بھی دیا اور اس نے نہ کیا تو اصلاً محل شکایت نہ جانو گے کہ ہم نے کب کیا تھا، جو وہ کرتا۔ اب جانچو کہ تم مالک علی الاطلاق عز جلالہ کے کتنے احکام بجا لاتے ہو، اس کے حکم بجا نہ لانا، اور اپنی درخواست کا خواہی نہ خواہی قبول چاہنا کیسی بے حیائی ہے۔

او احمق! پھر فرق دیکھ، اپنے سر سے پاؤں تک نظر غور کر، ایک ایک روئیں میں ہر وقت ہر آن کتنی کتنی ہزار در ہزار صد ہزار بے شمار نعمتیں ہیں، تو سوتا ہے اور اس کے معصوم بندے تیری حفاظت کو پہرا دے رہے ہیں۔ تو گناہ کر رہا ہے اور سر سے پاؤں تک صحت و عافیت، بلاؤں سے حفاظت، کھانے کا ہضم، فضلات کا دفع، خون کی روانی، اعضا میں طاقت، آنکھوں میں روشنی، بے حساب کرم بے مانگے بے چاہے تجھ پر اُتر رہے ہیں۔ پھر اگر تیری بعض خواہشیں عطا نہ ہوں، کس منہ سے شکایت کرتا ہے؟ تو کیا جانے کہ تیرے لیے بھلائی کا ہے میں ہے۔ تو کیا جانے کہ کیسی سخت بلا آنے والی تھی کہ اس دعا نے دفع کی؟ تو کیا جانے کہ اس دعا کے عوض کیسا ثواب تیرے لیے ذخیرہ ہو رہا ہے؟؟؟ اس کا وعدہ سچا ہے، اور قبول کی یہ تینوں صورتیں ہیں جن میں ہر پہلی پچھلی سے اعلیٰ ہے۔ ہاں! بے اعتقادی آئی، تو یقین جان کہ مارا گیا، اور ابلیس لعین نے تجھے اپنا سا کر لیا- والعیاذ باللہ سبحانہ وتعالیٰ-

اے ذلیل خاک! اے آبِ ناپاک!! اپنا منہ دیکھ، اور اِس عظیم شرف کو غور کر کہ اپنی بارگاہ میں حاضر ہونے، اپنا پاک متعالی نام لینے، اپنی طرف منہ کرنے، اپنے پکارنے کی تجھے اجازت دیتے ہیں۔ لاکھوں مرادیں اِس فضل عظیم پر نثار۔

او بے صبرے! ذرا بھیک مانگنا سیکھ۔ اس آستانِ رفیع کی خاک پر لوٹ جا، اور

لپٹا رہ اور ٹکٹکی بندھی رکھ کہ اب دیتے ہیں، اب دیتے ہیں بلکہ اسے پکارنے، اس سے مناجات کرنے کی لذت میں ایسا ڈوب جا کہ اِرادہ ومراد کچھ یاد نہ رہے۔ یقین جان کہ اِس دروازے سے ہرگز محروم نہ پھرے گا: من دق باب الکریم انفتح. (جوکرم والے کا دروازہ کھٹکھٹاتا ہے تو وہ کھل ہی جاتا ہے) وباللہ التوفیق'۔ (احسن الوعاء لآداب الدعاء، وشرحہ ذیل المدعا لاحسن الوعاء: ۳۴ تا ۳۶ مطبوعہ، جماعت سابعہ، جامعہ اشرفیہ مبارک پور ۱۹۹۴ء)

دعا کی زبان: یوں تو ہر زبان اور کلمہ کے ذریعہ اِنسان اپنی دعاؤں کو خدا تک پہنچا سکتا ہے؛ لیکن جہاں تک ممکن ہو دعا عربی زبان میں کرنی چاہیے کہ یہ اللہ ورسول کی پسندیدہ اور قرآن واہل بہشت کی زبان ہے۔ لیکن دعا کا عربی زبان ہی میں کرنا ازروے شرع ہمارے لیے ضروری نہیں؛ جیسا کہ بعض کتب قدما مثلاً غررالافکار وغیرہ میں یہ تصریح ملتی ہے کہ 'غیرعربی میں دعا مکروہ ہے'۔ نیز امام ولوالجی فرماتے ہیں کہ دعا عربی میں ہونی چاہیے کہ عربی میں دعا اجابت سے زیادہ قریب ہوتی ہے۔ اعلیٰ حضرت نے اس پر اِفادہ فرماتے ہوئے بڑے نکتے کی بات بیان کی ہے، لکھتے ہیں:

'میں کہتا ہوں: مگر جو عربی نہ سمجھتا ہو، اور معنی سیکھ کر بہ تکلف اُن کی طرف خیال لے جانا مشوشِ خاطر ومخلِ حضور ہو، وہ اپنی ہی زبان میں اللہ تعالیٰ کو پکارے کہ حضور ویکسوئی اہم امور سے ہے'۔ (احسن الوعاء لآداب الدعاء، وشرحہ ذیل المدعا لاحسن الوعاء: ۱۴ مطبوعہ، جماعت سابعہ، جامعہ اشرفیہ مبارک پور ۱۹۹۴ء)

کیفیت دعا میں خلوت وجلوت کا سماں یکساں ہونا چاہیے: عموماً دیکھا گیا کہ لوگ جب خلوت میں ہوتے ہیں تو نہایت الحاح وزاری کے ساتھ دعا گو ہوتے ہیں اور جس طرح بچے ماؤں سے کچھ طلب کرنے کے لیے گڑگڑاتے اور منہ بسورتے ہیں، کچھ یہی حال ان کا بھی ہوتا ہے؛ لیکن جیسے ہی کوئی ان کے خلوت کدے میں آدھمکتا ہے، تو فوراً شرما کر اپنی دگرگوں کیفیت بدل کر نارمل کر لیتے ہیں۔ یہ بڑی نادانی کی بات، خالق سے

مذاق اور ایک خطرناک قسم کی غلطی ہے۔ اس تعلق سے اعلیٰ حضرت نے جو ہدایات فرمائی ہیں اور اس کی علت واقعی سے جو پردہ اُٹھایا ہے وہ لائق صد تحسین ہے، فرماتے ہیں:

'دعا میں تکبر اور شرم سے بچے۔ مثلاً تنہائی میں دعا بہ نہایت تفرع والحاح کر رہا ہے، اپنا منہ خوب گڑگڑانے کا بنا رہا ہے، اب کوئی آ گیا تو اس حالت سے شرما کر موقوف کر دیا، یہ سخت حماقت اور - معاذ اللہ - اللہ کی جناب تکبر سے مشابہ ہے۔ اس کے حضور گڑگڑانا موجبِ ہزاراں عزت ہے، نہ کہ معاذ اللہ خلافِ شان وشوکت'۔ (احسن الوعاء لآداب الدعاء، وشرحہ ذیل المدعا لاحسن الوعاء: ۴۱)

تواضع للہ اور تواضع لغیر اللہ کا فرق: آدابِ دعا میں یہ بات بھی آتی ہے کہ بندہ ٹوٹ کر اپنے مولا کے سامنے دست سوال دراز کرے، جو کچھ مانگنا ہے اسی سے مانگے اور دعا میں عجز وانکسار کا بھرپور مظاہرہ کرے۔ اس موقع پر خوش عقیدہ مسلمان اہل اللہ سے جو توسل کا سہارا لیتے ہیں وہ وہابیہ کی حلق سے نہیں اُترتا اور نادانی میں دھڑلے سے وہ توسل وتواضع لغیر اللہ کو شرک سے تعبیر کر دیتے ہیں۔ اس موقع پر اعلیٰ حضرت نے بڑا خوبصورت نکتہ بیان فرمایا ہے، اگر اسے مستحضر رکھا جائے تو شاید اس تعلق سے کبھی کوئی الجھن دامن گیر نہ ہو۔ فرماتے ہیں:

علمائے کرام فرماتے ہیں کہ غیر خدا کے لیے تواضع حرام ہے۔ فتاویٰ ہندیہ وملتقط وغیرہما میں ہے: التواضع لغیر اللّٰہ حرام. [یعنی غیر اللہ کے لیے تواضع حرام ہے] حالاں کہ معظّمانِ دین کے لیے تواضع قطعاً مامور بہ ہے۔ خود یہی علما اس کا حکم دیتے ہیں۔ حدیث میں ہے: تواضعوا لمن تعلمون منه وتواضعوا لمن تعلمونه ولا تکونوا جبابرة العلماء. یعنی اپنے استاد کے لیے تواضع کرو اور اپنے شاگردوں کے لیے تواضع کرو اور سرکش عالم نہ بنو۔ نیز حدیث شریف میں ارشاد ہوا: جو کسی غنی کے لیے اس کے غنا کے سبب تواضع کرے، ذهب ثلثا دینه. اس کا دو تہائی دین جاتا رہے۔ تو وجہ وہی ہے کہ مالِ دنیا کے

لیے تواضع رو بخدا نہیں، یہ حرام ہوئی اور یہی تواضع لغیر اللہ ہے۔اور علم دین کے لیے تواضع رو بخدا ہے، اس کا حکم آیا اور یہ عین تواضع للہ ہے۔ یہ نکتہ ہمیشہ یاد رکھنے کا ہے کہ اِسی کو بھول کر وہابیہ ومشرکین اِفراط وتفریط میں پڑے- والعیاذ باللہ رب العالمین-(احسن الوعاء لآداب الدعاء، مولانا نقی علی خاں، وشرحہ ذیل المدعا لاحسن الوعاء، امام احمد رضا محدث بریلوی:۱۴)

اُمتی پیغمبر کو کیسے پکارے؟: حدیث صلوٰۃ الحاجت بہت معروف ہے۔جس میں ایک نابینا کے سوال پر مصطفیٰ جانِ رحمت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ وضوے تازہ اچھی طرح کرے، اور دو رکعت نماز نفل پڑھے، پھر سلام عرض کرنے کے بعد یہ دعا پڑھے اور اپنی حاجت ذکر کرے: اللھمَّ إني أسئلك وأتوجه إليك بنبينا محمدٍ صلى الله عليه وسلم نبى الرحمة **يا محمَّد** إني أتوجه بك إلى ربي فيقضِىَ حاجتي. اس حدیث کو مفتی نقی علی علیہ الرحمہ احسن الوعا کے خاتمے میں نقل کیا ہے، جس کی تشریح وتوضیح کرتے ہوئے اعلیٰ حضرت نے اَدبِ وتعظیم رسول کے حوالے سے ایک بڑی ہی نفیس ودقیق بات بیان فرمائی ہے۔لکھتے ہیں :

’حدیث میں یا محمَّد ہے؛ مگر اُس کی جگہ یارسول اللہ کہنا چاہیے کہ صحیح مذہب میں حضور اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو نام لے کر ندا کرنا ناجائز ہے۔ علما فرماتے ہیں: اگر روایت میں وارد ہو جب بھی تبدیل کرلیں۔(احسن الوعاء لآداب الدعا مع شرحہ ذیل المدعا لاحسن الوعاء:۱۷۱)

مقاماتِ اجابت دعا: حضرت مولانا نقی علی خان علیہ الرحمہ نے اپنی کتاب ’احسن الوعاء‘ کی فصل چہارم میں امکنۂ اجابتِ دعا کے ضمن میں تئیس (۲۳) مقامات ذکر فرمائے ہیں۔جن پر اعلیٰ حضرت نے اپنی تحقیق سے مزید اکیس مقامات کا اِضافہ کیا ہے، جن میں امام اعظم ابوحنیفہ، امام موسیٰ کاظم، سیدنا معروف کرخی، امام ابوبکر مسعود کاشانی اور ان کی زوجہ فقیہہ فاضلہ حضرت فاطمہ، سیدی ابوعبداللہ محمد بن احمد قرشی، حضرت سیدی ابن رسلان

،قرافہ میں امام اشہب وامام ابن قاسم، امام ابن لال محدث احمد بن علی ہمدانی، اور حضرت خواجہ غریب نواز معین الحق والدین چشتی قدس اللہ اسرارہم کے مزاراتِ مقدسہ کو بھی دعاؤں کی قبولیت کے مقامات میں شمار کیا ہے، اوران پر دلائل وشواہد بھی پیش کیے ہیں۔ (تفصیل کے لیے دیکھیے، احسن الوعاء لآداب الدعاء، مولانا نقی علی خاں، وشرحہ ذیل المدعا لاحسن الوعاء، امام احمد رضا محدث بریلوی: ۵۶ تا ۵۷ مطبوعہ، جماعت سابعہ، جامعہ اشرفیہ مبارک پور ۱۹۹۴ء)

دعا بعد العیدین شریعت کی نگاہ میں: اعلیٰ حضرت سے کسی نے اِستفتا کیا کہ کیا عیدین کے بعد دعا کرنا شرعاً جائز ہے؟ کیوں کہ وہابیہ اس سلسلے میں بڑا غل کرتے ہیں اور دعا بعد العیدین کو ناجائز کہتے ہیں، نیز سادہ لوح مسلمانوں کو اس سے منع کرتے ہیں۔ تو آپ نے اس کے جواب میں پوری ایک کتاب تصنیف فرمائی اور اس کا تاریخی نام رکھا: سرور العید السعید فی حل الدعاء بعد صلوٰۃ العید (۱۳۳۹ھ) جس میں آپ نے بہت سی آیات واَحادیث سے نفسِ دعا وذکر کی بے پایاں اہمیت وفضیلت کو آشکارا کرنے کے بعد مسئلہ دعا بعد العیدین کو بالکل منقح اور بے غبار کر کے رکھ دیا۔ اس کتاب کی چوتھی فصل میں دعا کی اہمیت وناگزیریت کو کتاب وسنت سے ثابت کرتے ہوئے اعلیٰ حضرت رقم طراز ہیں:

’ان سب (یعنی دعا بعد العیدین) سے قطع نظر کیجیے تو دعا مطلقاً اعظم مندوباتِ دینیہ واجل مطلوباتِ شرعیہ سے ہے کہ شارع صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ہمیں بے تقییدِ وقت وتخصیصِ ہیئت مطلقاً اس کی اجازت دی اور اس کی طرف دعوت فرمائی اور اس کی تکثیر کی رغبت دلائی اور اس کے ترک پر وعید آئی۔ مولیٰ سبحانہ وتعالیٰ فرماتا ہے: وَقَالَ رَبُّكُمُ ادْعُونِيٓ اَسْتَجِبْ لَكُمْ . اور تمہارے رب نے فرمایا، مجھ سے دعا کرو میں قبول کروں گا۔ (سورۂ غافر: ۶۰/۴۰)

اور فرماتا ہے: اُجِيْبُ دَعْوَةَ الدَّاعِ اِذَا دَعَانِ۔ قبول کرتا ہوں دعا کرنے والے کی دعا جب مجھے پکارے۔ (سورۂ بقرہ: ۱۸۶/۱)

حدیث قدسی میں فرماتا ہے :

أنـا عِـنـد ظـنِ عبدِی بِی وأنـا معـه إذا دعـانِی۔ رواہ البخاری و مسلم والترمذی والنسائی وابن ماجۃ عن ابی ہریرۃ عن النبی صلی اللہ تعالی علیہ وسلم عن ربہ۔

یعنی میں اپنے بندے کے گمان کے پاس ہوں اور میں اس کے ساتھ ہوں جب مجھ سے دعا کرے۔

اور فرماتا ہے:

یـاابُـنَ ادم اِنك مادعوتنِی غفرت لك علی ما كان مِنك ولا أبالِی۔ رواہ الترمذی وحسنہ عن انس بن مالک عن رسول اللہ صلی اللہ تعالی علیہ وسلم عن ربہ تبارک وتعالی۔

یعنی اے فرزند آدم! تو جب تک مجھ سے دعا مانگے جائے گا اور امید رکھے گا تیرے کیسے ہی گناہ ہوں بخشتا رہوں گا اور مجھے کچھ پرواہ نہیں۔

اور فرماتا ہے عزوجل :

مـن لا يـدعونِی اغضِب علیهِ۔ رواہ العسکری فی المواعظ بسندٍ حسن عن ابی ہریرۃ عن النبی صلی اللہ تعالی علیہ وسلم عن ربہ تعالی وتقدس۔

یعنی جو مجھ سے دعا نہ کرے گا میں اس پر غضب فرماؤں گا۔(فتاویٰ رضویہ:۶/۴۸۷تا۴۹۷مطبوعہ امام احمد رضا اکیڈمی، بریلی ۱۴۳۸ھ)

اس کے بعد اعلیٰ حضرت چند احادیث اس ہدایت کے ساتھ لے کر آتے ہیں کہ 'میں بخوف اطالت احادیث فضائل سے عطف عنان کر کے صرف ان بعض حدیثوں پر اقتصار کرتا ہوں جن میں دعا کی تاکید، یا اس کے ترک پر تہدید، یا اس کی تکثیر کا حکم اکید ہے'۔

'حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالی عنہما کی حدیث میں ہے، حضور اقدس صلی اللہ تعالی علیہ وسلم فرماتے ہیں:

علیکم عباداللّٰه بالدعاء۔ رواہ الترمذی مستغربا والحاکم وصححہ۔

یعنی خدا کے بندو! دعا کو لازم پکڑو۔

حضرت زید بن خارجہ رضی اللہ تعالی عنہما کی حدیث میں ہے، رسول اللہ صلی اللہ تعالی علیہ وسلم فرماتے ہیں:

صلوا علی واجتھدوا فی الدعاء۔ رواہ الامام احمد والنسائی والطبرانی فی الکبیر وابن سعد وسمویہ والبغوی والباوردی وابن قانع۔

یعنی مجھ پر درود بھیجو اور دعا میں کوشش کرو۔

حضرت انس رضی اللہ تعالی عنہ کی حدیث میں ہے، سید عالم صلی اللہ تعالی علیہ وسلم فرماتے ہیں:

لاتعجزوا فی الدعاء فانه لن یهلك مع الدعاء احد۔ رواہ ابن حبان فی صحیحہ والحاکم وصححہ۔

یعنی دعا میں تقصیر نہ کرو، جو دعا کرتا رہے گا ہرگز ہلاک نہ ہوگا۔

حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ تعالی عنہما کی حدیث میں ہے، نبی صلی اللہ تعالی علیہ وسلم فرماتے ہیں:

تدعون اللّٰه لیلکم ونهارکم فان الدعاء سلاح المؤمن۔ رواہ ابویعلی۔

یعنی رات دن خدا سے دعا مانگو کہ دعا مسلمان کا ہتھیار ہے۔

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالی عنہما کی حدیث میں ہے، رحمت عالم صلی اللہ تعالی علیہ وسلم فرماتے ہیں:

اکثروا الدعاء بالعافیة۔ رواہ الحاکم بسند حسن۔

یعنی عافیت کی دعا کثرت سے مانگا کرو۔

حضرت انس رضی اللہ تعالی عنہ کی حدیث میں ہے، سید المرسلین صلی اللہ تعالی علیہ وسلم فرماتے ہیں:

اکثر من الدعاء فان الدعاء یرد القضاء المبرم. اخرجہ ابوالشیخ فی الثواب۔

یعنی دعا کی کثرت کرو کہ دعا قضائے مبرم کو رد کرتی ہے۔

حضرت عبادہ بن صامت و ابوسعید خدری رضی اللہ تعالی عنہما کی حدیثوں میں ہے، ایک بار حضور اقدس صلی اللہ تعالی علیہ وسلم نے دعا کی فضیلت ارشاد فرمائی، صحابہ نے عرض کی: اذا نکثر ایسا ہے تو ہم دعا کی کثرت کریں گے، فرمایا: اللّٰہ اکثر اللہ عزوجل کا کرم بہت کثیر ہے۔ اور ایک دوسری روایت میں ہے کہ اللہ بہت بڑا ہے۔ رواہ الترمذی والحاکم عن عبادۃ وصححاہ واحمد والبزار وابویعلی باسانید جیدۃ والحاکم وقال صحیح الاسناد عن ابی سعید رضی اللہ تعالی عنہما۔

حضرت سلمان فارسی و ابوہریرہ رضی اللہ تعالی عنہما کی حدیثوں میں ہے، حضورِ والا صلی اللہ تعالی علیہ وسلم فرماتے ہیں:

من سرہ أن یستجیب اللّٰہ لہ عند الشدائد فلیکثر من الدعا عند الرخاء۔ رواہ الترمذی عن ابی ہریرۃ والحاکم عنہ وعن سلمان وقال صحیح واقرہ۔

یعنی جسے خوش آئے کہ اللہ تعالی سختیوں میں اس کی دعا قبول فرمائے وہ نرمی میں دعا کی کثرت رکھے۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالی عنہ کی حدیث میں ہے، حضور پرنور صلی اللہ تعالی علیہ وسلم فرماتے ہیں:

من لم یسأل اللّٰہ یغضب علیہ۔ رواہ احمد وابن ابی شیبۃ والبخاری فی الادب المفرد والترمذی وابن ماجۃ والبزار وابن حبان والحاکم وصححاہ۔

یعنی جو اللہ تعالی سے دعا نہ کرے گا اللہ تعالی اس پر غضب فرمائے گا۔ (فتاویٰ رضویہ: ۶/ ۴۸۷ تا ۴۹۷۔ امام احمد رضا اکیڈمی، بریلی ۱۴۳۸ھ)

ایک اُصولی بات: اخیر میں اعلیٰ حضرت بڑے خیر خواہانہ انداز میں مخالفین کو سمجھاتے ہوئے اور موافقین کا حوصلہ بڑھاتے ہوئے نیز ایک اصولی بات بیان کرتے ہوئے ارشاد فرماتے ہیں :

'ایہاالمسلمون! تم نے اپنے مولا جل وعلا اور اپنے رسول اکرم صلی اللہ تعالی علیہ وسلم کے ارشادات سنے ان میں کہیں بھی تخصیص وتقیید کی بو ہے، یہ تو بارہا فرمایا کہ دعا کرو، کہیں یہ بھی فرمایا کہ فلاں نماز کے بعد نہ کرو؟ یہ تو صاف ارشاد ہوا ہے کہ جس وقت دعا کرو گے میں سنوں گا، کہیں یہ بھی فرمایا کہ فلاں وقت کرو گے تو سنوں گا؟ یہ تو تاکید بار بار حکم آیا ہے کہ دعا سے عاجز نہ ہو، دعا میں کوشش کرو، دعا کو لازم پکڑو، دعا کی کثرت رکھو، رات دن دعا مانگو، کہیں یہ بھی فرمایا ہے کہ فلاں نماز کے بعد نہ مانگو؟ یہ تو ڈرسنایا گیا ہے کہ جو دعا نہ مانگے گا اس پر غضب ہوگا، کہیں یہ بھی فرمایا ہے کہ فلاں نماز کے بعد جو مانگے گا اس سے اللہ تعالی ناراض ہوگا؟ اور جب کہیں نہیں تو خدا ورسول جل جلالہ وصلی اللہ تعالی علیہ وسلم نے جس چیز کو عام ومطلق رکھا دوسرا اُسے مخصوص ومقید کرنے والا کون؟ خدا ورسول عزمجدہ، وصلی اللہ تعالی علیہ وسلم نے جس چیز سے منع نہ فرمایا دوسرا اُسے منع کرنے والا کون؟ قال تعالی:

وَلَاتَقُوْلُوْا لِمَا تَصِفُ اَلْسِنَتُكُمُ الْكَذِبَ هٰذَا حَلٰلٌ وَهٰذَا حَرَامٌ لِتَفْتَرُوْا عَلَى اللّٰهِ الْكَذِبَ . اِنَّ الَّذِيْنَ يَفْتَرُوْنَ عَلَى اللّٰهِ الْكَذِبَ لَايُفْلِحُوْنَ o

اور نہ کہو اسے جو تمہاری زبانیں جھوٹ بیان کرتی ہیں یہ حلال ہے اور یہ حرام ہے کہ اللہ پر جھوٹ باندھو بیشک جو اللہ پر جھوٹ باندھتے ہیں ان کا بھلا نہ ہوگا۔ (سورۂ نحل:۱۱۶/۱۶)

اصل یہ ہے کہ: اِنِ الْحُكْمُ اِلَّا لِلّٰهِ حکم صرف خدا ہی کے لیے ہے۔ (سورۂ

انعام:٦/٥٧)

جس چیز کو اس نے کسی ہیئتِ خاصہ، محل معین سے مخصوص اور اس پر مقصور و محصور فرمایا اس سے تجاوز جائز نہیں، جو تجاوز کرے گا دین میں بدعت نکالے گا۔ اور جس چیز کو اس نے اِرسال و اِطلاق پر رکھا ہرگز کسی ہیئت و محل پر مقتصر نہ ہوگی اور ہمیشہ اپنے اطلاق ہی پر رہے گی، جو اس سے بعض صور کو جدا کرے گا دین میں بدعت پیدا کرے گا، ذکر و دعا اسی قبیل سے ہیں کہ زنہار شرع مطہر نے انھیں کسی قید و خصوصیت پر محصور نہ فرمایا بلکہ عموماً ومطلقاً ان کی تکثیر کا حکم دیا'۔ (فتاویٰ رضویہ:٦/٥٠٧ مطبوعہ امام احمد رضا اکیڈمی، بریلی ١٤٣٨ھ)

تدفین کے بعد اَذان ودعا کا مسئلہ: ایک مسئلہ دریافت کیا گیا کہ دفن کے وقت جو قبر پر اَذان کہی جاتی ہے، وہ شرعاً جائز ہے یا نہیں؟ تو اس کے جواب میں آپ نے 'إيذان الأجر في أذان القبر' [١٣٠٧ھ] نامی ایک تحقیقی کتاب رقم فرمائی، جس کی تمہید میں قبر پر اَذان کے جواز کو ثابت کرنے کے بعد ذکر و دعا کی طرف آئے ہیں اور اس تعلق سے بہت سے منفرد گوشوں سے پردہ اُٹھایا ہے۔ چنانچہ تمہید میں نفس سوال کا جواب دیتے ہوئے فرماتے ہیں:

'بعض علماے دین نے میت کو قبر میں اتارتے وقت اذان کہنے کو سنت فرمایا۔ امام ابن حجر مکی وعلامہ خیر الملۃ والدین رملی استاذ صاحبِ درمختار علیہم رحمۃ الغفار نے ان کا یہ قول نقل کیا: اما المكى ففى 'فتاواه' وفي شرح العباب وعارض وأما الرملي ففي حاشية البحر الرائق ومرض ۔ (مکی نے اپنے فتاوی اور شرح العباب میں نقل کیا اور اس نے معارضہ کیا، رملی نے حاشیہ البحر الرائق میں نقل کیا اور اسے کمزور کہا)۔ حق یہ ہے کہ اذان مذکور فی السوال کا جواز یقینی ہے، ہرگز شرع مطہر سے اس کی ممانعت کی کوئی دلیل نہیں اور جس امر سے شرع منع نہ فرمائے اصلا ممنوع نہیں ہوسکتا قائلانِ جواز کے لیے اسی قدر

کافی، جو مدعیِ ممانعت ہو دلائل شرعیہ سے اپنا دعویٰ ثابت کرے‘۔[فتاویٰ رضویہ: ۴۹۰/۴ مطبوعہ امام احمد رضا اکیڈمی، بریلی]

پھر اس کے بعد اس موقف کی تائید میں علماے محققین کے اَقوال کو پیش فرمایا ہے اور استخراجِ نتیجہ کیا ہے۔ اور بہت سے ایسے افادات رقم فرمائے ہیں جو شاید آپ کے تفردات میں سے ہوں کہ جن کی نظیریں ماسبق میں نہیں ملتیں۔سوال قبر کے وقت شیطان کی دخل اندازی اور اس کی دسیسہ کاری معروف ہے۔ نیز وہ ایک وحشت وغربت کا سماں ہوتا ہے، پھر ملکوتی نمائندوں کے سوالوں کی جواب دہی، یہ وہ چیزیں ہیں جو مردے کے لیے خاصی باعث تشویش وحیرانی ہوتی ہیں۔تو اس موقع پر اَذان دینے کی جو وجوہات ہیں اُن کی اعلیٰ حضرت نے بہت سی علتیں بیان فرمائی ہیں، دو ایک کی طرف اشارہ کیا جاتا ہے۔فرماتے ہیں :

> ’جو نزع میں ہے وہ مجازاً مردہ ہے اور اسے کلمہ اسلام سکھانے کی حاجت کہ بحول اللہ تعالی خاتمہ اسی پاک کلمے پر ہو اور شیطان لعین کے بھلانے میں نہ آئے اور جو دفن ہو چکا حقیقتاً مردہ ہے اور اسے بھی کلمہ پاک سکھانے کی حاجت کہ بعون اللہ تعالی جواب یاد ہو جائے اور شیطان رجیم کے بہکانے میں نہ آئے اور بیشک اذان میں یہی کلمہ لا الہ الا اللہ تین جگہ موجود بلکہ اس کے تمام کلمات جواب نکیرین بتاتے ہیں۔ان کے سوال تین ہیں: ۱) من ربك؟ تیرا رب کون ہے۔ ۲) ما دينك؟ تیرا دین کیا ہے۔ ۳) ما كنت تقول في هذا الرجل؟ تو اس مرد یعنی نبی صلی اللہ تعالی علیہ وسلم کے باب میں کیا اعتقاد رکھتا تھا۔اَب اذان کی ابتدا میں اللّٰه اكبر اللّٰه، اكبر اللّٰه اكبر اللّٰه اكبر ...... اشهد ان لااله الا اللّٰه اشهد ان لااله الا اللّٰه......اور آخر میں اللّٰه اكبر اللّٰه اكبر لااله الا اللّٰه سوال من ربك؟ کا جواب سکھائیں گے ان کے سننے سے یاد آئے گا کہ میرا رب اللہ ہے اور اشهد ان محمدا رسول اللّٰه اشهد ان محمدا

رسول اللہ سوال ما کنت تقول فی ھذا الرجل؟ کا جواب تعلیم کریں گے کہ میں انہیں اللہ کا رسول جانتا تھا اور حی علی الصلوٰۃ حی علی الفلاح جواب ما دینك؟ کی طرف اشارہ کریں گے کہ میرا دین وہ تھا جس میں نماز رکن وستون ہے کہ الصلاۃ عمادالدین تو بعد دفن اذان دینا عین ارشاد کی تعمیل ہے جو نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے حدیث صحیح متواتر مذکور میں فرمایا۔ اب یہ کلام سماعِ موتی و تلقینِ اموات کی طرف مجر ہوگا فقیر غفراللہ تعالیٰ خاص اس مسئلہ میں کتاب مبسوط مسمّی بہ حیات الموات فی بیان سماع الاموات تحریر کر چکا جس میں پچھتر حدیثوں اور پونے چار سو اقوالِ ائمہ دین وعلماے کاملین وخود بزرگانِ منکرین سے ثابت کیا کہ مردوں کا سننا دیکھنا سمجھنا قطعاً حق ہے اور اس پر اہل سنت وجماعت کا اجماع قائم اور اس کا انکار نہ کرے گا مگر غبی جاہل یا معاند مبطل، اور اسی کی چند فصول میں بحث تلقین بھی صاف کر دی یہاں اس کے اعادہ کی حاجت نہیں'۔ [فتاویٰ رضویہ:۹۲/۴، ۹۳، مطبوعہ امام احمد رضا اکیڈمی، بریلی]

پھر اس کے آگے ایک مقام پر فرماتے ہیں:

'حدیثوں سے جس طرح یہ ثابت ہوا کہ اس وقت عیاذاً باللہ شیطان رجیم کا دخل ہوتا ہے یونہی یہ بھی واضح ہوا کہ اس کے دفع کی تدبیر سنت ہے کہ دعا نہیں مگر ایک تدبیر اور احادیث سابقہ دلیل اوّل سے واضح کہ اذان' دفعِ شیطان کی ایک عمدہ تدبیر ہے تو یہ بھی مقصودِ شارع کے مطابق اور اپنی نظیر شرعی سے موافق ہوئی'۔

[فتاویٰ رضویہ:۹۴/۴، مطبوعہ امام احمد رضا اکیڈمی، بریلی]

جب اذانِ قبر کی تحقیق مکمل ہوئی تو اعلیٰ حضرت دلیل ششم کے تحت میت کے لیے دعا کی سنیت واہمیت کو ثابت کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

'ابوداؤد وحاکم وبیہقی امیر المومنین عثمانِ غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی:

کان النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم إذا فرغ من دفن المیت وقف

علیہ قال: استغفروا لأخیکم وسلوا لہ بالتثبت فإنہ الآن یسأل۔ یعنی حضور اقدس صلی اللہ تعالی علیہ وسلم جب دفنِ میت سے فارغ ہوتے قبر پر وقوف فرماتے اور ارشاد کرتے اپنے بھائی کے لئے استغفار کرو اور اس کے لئے جوابِ نکیرین میں ثابت قدم رہنے کی دعا مانگو کہ اب اس سے سوال ہوگا۔ (سنن ابوداؤد :۲/۱۰۳۔مطبوعہ آفتاب عالم پریس لاہور)

سعید بن منصور اپنے سنن میں حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالی عنہ سے راوی: قال کان رسول اللہ صلی اللہ تعالی علیہ وسلم یقف علی القبر بعد ما سوی علیہ فیقول: اللھم نزل بك صاحبنا وخلف الدنیا خلف ظھرہ اللھم ثبت عند المسألۃ منطقۃ ولاتبتلہ فی قبرہ بما لا طاقۃ لہ بہ۔ یعنی جب مردہ دفن ہوکر قبر درست ہوجاتی، حضور سید عالم صلی اللہ تعالی علیہ وسلم قبر پر کھڑے ہوکر دعا کرتے الٰہی! ہمارا ساتھی تیرا مہمان ہوا اور دنیا اپنے پسِ پشت چھوڑ آیا، الٰہی! سوال کے وقت اس کی زبان درست رکھ اور قبر میں اس پر وہ بلا نہ ڈال جس کی اسے طاقت نہ ہو۔ (الدر المنثور:۴/۸۳مطبوعہ منشورات مکتبہ آیۃ اللہ، قم ایران)

ان حدیثوں سے ثابت کہ دفن کے بعد دعا سنت ہے۔ امام محمد بن علی حکیم ترمذی قدس سرہ الشریف دعا بعد دفن کی حکمت میں فرماتے ہیں کہ نماز جنازہ بجماعت مسلمین ایک لشکر تھا کہ آستانۂ شاہی پر میت کی شفاعت وعذر خواہی کیلئے حاضر ہوا اور اب قبر پر کھڑے ہوکر دعا' یہ اس لشکر کی مدد ہے کہ یہ وقت میت کی مشغولی کا ہے کہ اسے اس نئی جگہ کا ہول اور نکیرین کا سوال پیش آنے والا ہے۔ نقلہ المولی جلال الملۃ والدین السیوطی رحمہ اللہ تعالی فی شرح الصدور۔ اور میں گمان نہیں کرتا کہ یہاں استحبابِ دعا کا عالم میں کوئی عالم منکر ہو۔ امام آجری فرماتے ہیں: یستحب الوقوف بعد الدفن قلیلا والدعاء

للمیت ۔یعنی مستحب ہے کہ دفن کے بعد کچھ دیر کھڑے رہیں اور میت کے لئے دعا کریں ۔اسی طرح اذکار امام نووی وجوہرۂ نیرہ ودرمختار وفتاوی عالمگیری وغیرہا اسفار میں ہے‘۔[فتاویٰ رضویہ:۹۴/۴، ۹۵، مطبوعہ امام احمد رضا اکیڈمی، بریلی]

پھراس کے بعد اعلیٰ حضرت نے تدفین کے بعد اذان اور دعا کے درمیان تطبیق دیتے ہوئے ایک بڑی خوبصورت بات استشہاداً رقم فرمائی ہے، لکھتے ہیں :

’یہ تو واضح ہولیا کہ بعد دفن میت کے لیے دعا سنت ہے۔اور علما فرماتے ہیں آدابِ دعا سے ہے کہ اس سے پہلے کوئی عملِ صالح کرے۔امام شمس الدین محمد بن الجزری کی حصن حصین شریف میں ہے:اٰداب الدعاء منها: تقديم عمل صالح وذكره عند الشدة ۔یعنی آدابِ دعا میں سے ہے کہ اس سے پہلے عمل صالح ہو اور ذکرِ الٰہی مشکل وقت میں ضرور کرنا چاہیے۔علامہ علی قاری حرزِ ثمین میں فرماتے ہیں: یہ اَدب حدیث ابی بکر صدیق رضی اللہ تعالی عنہ سے (کہ ابوداؤد وترمذی، ونسائی وابن ماجہ وابن حبان نے روایت کی) ثابت ہے۔اور شک نہیں کہ اذان بھی عمل صالح ہے تو دعا پر اس کی تقدیم مطابق مقصود وسنت ہوئی۔[فتاویٰ رضویہ:۹۶/۴مطبوعہ امام احمد رضا اکیڈمی، بریلی]

اس موقع پر نامناسب نہ ہوگا اگر وہ پندرہ دعائیں جو اعلیٰ حضرت نے احادیث صحیحہ سے اخذ کر کے اپنی تصنیف ’المنۃ الممتازۃ‘ میں جمع کی ہیں نقل کر دی جائیں تاکہ قارئین ان پر مطلع ہوں اور حسب ضرورت ان سے استفادہ کر کے خلق خدا کے جنائز میں پڑھ کر ان کی نفع بخشی کا سامان کریں۔یہ دعائیں تکبیر سوم کے بعد اور سلام سے قبل پڑھی جائیں۔

نمازِ جنازہ میں پڑھی جانے والی چودہ دعائیں: خاص بات یہ کہ برصغیر ہندو پاک میں چھوٹے بڑے کسی کا جنازہ ہو، بس ایک ہی مروج ومشہور دعا پڑھنے کا معمول ہے۔جب کہ اعلیٰ حضرت نے جنازے میں پڑھی جانے والی دعاؤں کے تعلق سے مستقل ایک تاریخی کتاب ہی ’المنة الممتازة في دعوات الجنازة‘[۱۳۱۸ھ] کے نام سے

تصنیف فرمائی ہے، جس میں آپ نے مستند احادیث سے چودہ خصوصی دعاؤں کا ذکر فرمایا ہے۔ بلکہ آپ وصایا شریف میں اپنی نماز جنازہ میں ان دعاؤں کو پڑھنے کی وصیت بھی کر گئے تھے، اور آپ نے اپنے بڑے صاحب زادے حضرت حجۃ الاسلام کو نماز پڑھانے کی تاکید کی تھی بایں شرط کہ نماز جنازہ کی وہ چودہ دعائیں انھیں یاد ہوں اور اگر یاد نہ ہوں تو پھر صدر الشریعہ مولانا حکیم محمد امجد علی گھوسوی میری نماز جنازہ پڑھائیں۔ (تفصیل کے لیے دیکھیں: مکتوبِ وصایا، مرتبہ مولانا حسنین رضا بریلوی: ٦۔ قادری کتاب گھر، بریلی)

نیز حافظ حاجی قاری مولانا زائر سید محمد عبدالکریم قادری برکاتی جنھوں نے نماز جنازہ میں پڑھی جانے والی دعاؤں کی تعداد دریافت کی تھی، اور جن کے لیے آپ نے 'المنۃ الممتازۃ' تحریر کی تھی، ان کو جواب دیتے ہوئے آپ نے ان کو بھی اپنی نمازِ جنازہ پڑھانے کی وصیت تھی۔ چنانچہ فرماتے ہیں:

> 'وہ تیرہ دعائیں ہیں کہ نماز جنازہ کی احادیث میں وارد ہوئیں۔ فقیر نے انہیں جمع کر کے ایک اور کا اضافہ کیا انہیں میں گزارش کرتا ہوں کہ حفظ فرمالیں اور بالحاظ معنی جنائز اہلسنّت پر پڑھا کریں۔ جن کلمات کو دوخط ہلالی میں لے کر ان پر خط کھینچ کر بالائے سطر دوسرے الفاظ لکھے جاتے ہیں وہ لفظ عورت کے جنازے میں ان کلمات کی جگہ پڑھے جائیں۔ فقیر آپ کو وصیت کرتا ہے کہ میرا جنازہ پائیں تو نماز خود ہی پڑھائیں اور یہ سب دعائیں اپنے خالص قادری قلب کے خضوع وخشوع سے پڑھیں اور قبرِ فقیرِ محتاج پر تلقین بھی کریں وحسبنا اللّٰہ ونعم الوکیل ولاحول ولاقوۃ الا باللّٰہ العلی العظیم۔

1 اَللّٰھُمَّ اغْفِرْ لِحَیِّنَا وَمَیِّتِنَا وَشَاھِدِنَا وَغَائِبِنَا وَصَغِیْرِنَا وَکَبِیْرِنَا وَذَکَرِنَا وَأُنْثَانَا . اَللّٰھُمَّ مَنْ اَحْیَیْتَہٗ مِنَّا فَاَحْیِہٖ عَلَی الْاِسْلَامِ وَمَنْ تَوَفَّیْتَہٗ مِنَّا فَتَوَفَّہٗ عَلَی الْاِیْمَانِ اَللّٰھُمَّ لَاتَحْرِمْنَا اَجْرَہٗ [ھَا] ، وَلَاتَفْتِنَّا بَعْدَہٗ [ھَا].

2 اَللّٰھُمَّ اغْفِرْلَہٗ [لَھَا]، وَارْحَمْہُ [ھا]، وَعَافِہٖ [ھا] وَاعْفُ عَنْہُ [ھَا]

وَوَسِّعْ مَدْخَلَهٗ [هَا] وَاغْسِلْهُ [هَا] بِالْمَاءِ وَالثَّلْجِ وَالْبَرَدِ وَنَقِّهٖ [هَا] مِنَ الْخَطَايَا كَمَا نَقَّيْتَ الثَّوْبَ الأَبْيَضَ مِنَ الدَّنَسِ وَ اَبْدِلْهُ [هَا] دَارًا خَيْرًا مِنْ دَارِهٖ [هَا] وَاَهْلاً خَيْرًا مِنْ اَهْلِهٖ [هَا] وَزَوْجًا خَيْرًا مِنْ زَوْجِهٖ [هَا] وَاَدْخِلْهُ [هَا] الْجَنَّةَ وَ اَعِذْهُ [هَا] مِنْ عَذَابِ الْقَبْرِ وَمِنْ فِتْنَةِ الْقَبْرِ وَعَذَابِ النَّارِ .

3 اَللّٰهُمَّ عَبْدُكَ [اَمَتُكَ] وَابْنُ [وَبِنْتُ] اَمَتِكَ يَشْهَدُ [تَشْهَدُ] اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اَنْتَ وَحْدَكَ لَا شَرِيْكَ لَكَ وَيَشْهَدُ [تَشْهَدُ] اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُكَ وَرَسُوْلُكَ اَصْبَحَ فَقِيْرًا [اَصْبَحَتْ فَقِيْرَةً] اِلٰى رَحْمَتِكَ وَاَصْبَحْتَ غَنِيًّا عَنْ عَذَابِهٖ [هَا] تَخَلّٰى [تَخَلَّتْ] مِنَ الدُّنْيَا وَاَهْلِهَا اِنْ كَانَ زَاكِيًا [كَانَتْ زَاكِيَةً] فَزَكِّهٖ [هَا] وَاِنْ كَانَ مُخْطِئًا [كَانَتْ مُخْطِئَةً] فَاغْفِرْ لَهٗ [لَهَا] اَللّٰهُمَّ لَا تَحْرِمْنَا اَجْرَهٗ [هَا] وَلَا تُضِلَّنَا بَعْدَهٗ [هَا].

4 اَللّٰهُمَّ هٰذَا عَبْدُكَ [هٰذِهٖ اَمَتُكَ] ابْنُ عَبْدِكَ [بِنْتُ بْنُ اَمَتِكَ] مَاضٍ فِيْهِ [هَا] حُكْمُكَ، خَلَقْتَهٗ [هَا] وَلَمْ يَكُ [تَكُ هِيَ] شَيْئًا مَذْكُوْرًا، نَزَلَ [نَزَلَتْ] بِكَ وَاَنْتَ خَيْرُ مَنْزُوْلٍ بِهٖ .اَللّٰهُمَّ لَقِّنْهُ [هَا] حُجَّتَهٗ [هَا] وَ اَلْحِقْهُ [هَا] بِنَبِيِّهٖ مُحَمَّدٍ صلى الله تعالى عليه وسلم وَثَبِّتْهُ [هَا] بِالْقَوْلِ الثَّابِتِ فَاِنَّهٗ [هَا] اَفْتَقَرَ [اَفْتَقَرَتْ] اِلَيْكَ وَاسْتَغْنَيْتَ عَنْهُ [هَا] كَانَ يَشْهَدُ [كَانَتْ تَشْهَدُ] اَنْ لَّااِلٰهَ اِلَّااللّٰهُ فَاغْفِرْ لَهٗ [هَا] وَارْحَمْهُ [هَا] وَلَا تَحْرِمْنَا اَجْرَهٗ [هَا] وَلَا تَفْتِنَّا بَعْدَهٗ [هَا] اَللّٰهُمَّ اِنْ كَانَ زَاكِيًا [كَانَتْ زَاكِيَةً] فَزَكِّهٖ [هَا] وَاِنْ كَانَ خَاطِئًا [كَانَتْ خَاطِئَةً] فَاغْفِرْلَهٗ [هَا].

5 اَللّٰهُمَّ عَبْدُكَ [اَمَتُكَ] وَابْنُ [بِنْتُ] اَمَتِكَ احْتَاجَ [احْتَاجَتْ] اِلٰى رَحْمَتِكَ وَأَنْتَ غَنِيٌّ عَنْ عَذَابِهٖ [هَا] اِنْ كَانَ [كَانَتْ] مُحْسِنًا [مُحْسِنَةً] فَزِدْ فِيْ اِحْسَانِهٖ [هَا] وَاِنْ كَانَ [كَانَتْ] مُسِيْئًا [مُسِيْئَةً]

فَتَجَاوَزْ عَنْهُ [عنها] .

6 اَللّٰهُمَّ [عَبْدُكَ] اَمَتُكَ وَابْنُ [بِنْتُ] عَبْدِكَ كَانَ [كَانَتْ] يَشْهَدُ [تَشْهَدُ] اَنْ لَّآاِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُكَ وَرَسُوْلُكَ صلى الله تعالى عليهِ وسلم . وَاَنْتَ اَعْلَمُ بِه [هَا] مِنَّا اِنْ كَانَ [كَانَتْ] مُحْسِنًا [مُحْسِنَةً] فَزِدْ فِىْ اِحسَانِهِ [هَا] وَاِنْ كَانَ [كَانَتْ] مُسِيئًا [مُسِيئَةً] فَاغْفِرْلَهٗ [هَا] وَلَاتَحْرِمْنَا اَجْرَهٗ [هَا] وَلَا تَفْتِنَّا بَعْدَهٗ [هَا] .

7 اَصْبَحَ عَبْدُكَ هٰذَا [اَصْبَحَتْ اَمَتُكَ هٰذِه] قَدْ تَخَلّٰى [تَخَلَّتْ] عَنِ الدُّنْيَا وَ [تَرَكَهَا [تَرَكَتْهَا لِاَهْلِهَا] وَافْتَقَرَ [افْتَقَرَتْ] اِلَيْكَ وَاسْتَغْنَيْتَ عَنْهُ [هَا] وَقَدْ كَانَ يَشْهَدُ [كَانَتْ تَشْهَدُ] اَنْ لَّآاِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُكَ وَرَسُوْلُكَ صلى الله تعالى عليهِ وسلم . اللّٰهُمَّ اغْفِرْ لَهٗ [هَا] وَتَجَاوَزْ عَنْهُ [هَا] وَاَلْحِقْهُ [هَا] بِنَبِيِّه [هَا]صلى الله تعالى عليه وسلم .

8 اَللّٰهُمَّ اَنْتَ رَبُّهٗ [هَا] وَاَنْتَ خَلَقْتَهٗ [هَا] وَاَنْتَ هَدَيْتَهٗ [هَا] لِلاِسْلَامِ . وَاَنْتَ قَبَضْتَ رُوْحَهٗ [هَا] وَاَنْتَ اَعْلَمُ بِسِرِّهٖ [هَا] وَعَلَانِيَتِهٖ [هَا] جِئْنَا شُفَعَآءَ فَاغْفِرْلَهٗ [هَا] .

9 اَللّٰهُمَّ اغْفِرْلِاِخْوَانِنَا وَاَصْلِحْ ذَاتَ بَيْنِنَا وَاَلِّفْ بَيْنَ قُلُوْبِنَا اللّٰهُمَّ هٰذَاعَبْدُكَ [هذِه اَمَتُكَ] فلان ابنُ [بِنت] فُلان وَلَانَعْلَمُ اِلَّا خَيْرًا وَاَنْتَ اَعْلَمُ بِهٖ [بِهَا] مِنَّا فَاغْفِرْلَنَا وَلَهٗ [لَهَا] .

10 اَللّٰهُمَّ اِنَّ فُلَان ابنُ [بِنتُ فُلان] فِى ذِمَّتِكَ وَحَبْلِ جَوَارِكَ فَقِهٖ [هَا] مِنْ فِتْنَةِ الْقَبْرِ وَعَذَابِ النَّارِ وَاَنْتَ اَهْلُ الْوَفَآءِ وَالْحَمْدِ . اللّٰهُمَّ فاغْفِرْلَهٗ [هَا] وَارْحَمْهُ [هَا] اِنَّكَ اَنْتَ الْغَفُوْرُ الرَّحِيْمُ .

11 اَللّٰهُمَّ اَجِرْهُ [هَا] مِنَ الشَّيْطٰنِ وَعَذَابِ الْقَبْرِ .اللّٰهُمَّ جَافِ الْاَرْضَ

عَنْ جَنْبَيْهَا وَصَعِّدْ رُوحَهَا وَلَقِّهَا مِنْكَ رِضْوَانًا .

12 اللّٰهُمَّ اِنَّكَ خَلَقْتَنَا وَنَحْنُ عِبَادُكَ . اَنْتَ رَبُّنَا وَاِلَيْكَ مَعَادُنَا .

13 اللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِاَوَّلِنَا وَآخِرِنَا وَحَيِّنَا وَمَيِّتِنَا وَذَكَرِنَا وَاُنْثَانَا وَصَغِيْرِنَا وَكَبِيْرِنَا وَشَاهِدِنَا وَغَائِبِنَا. اللّٰهُمَّ لَاتَحْرِمْنَا اَجْرَهٗ [هَا] وَلَا تَفْتِنَّا بَعْدَهٗ [هَا] .

14 اللّٰهُمَّ يَا اَرْحَمَ الرَّاحِمِيْنَ يَا اَرْحَمَ الرَّاحِمِيْنَ يَا اَرْحَمَ الرَّاحِمِيْنَ يَاحَيُّ يَا قَيُّوْمُ يَابَدِيْعَ السَّمٰوَاتِ وَالْاَرْضِ يَا ذَا الْجَلَالِ وَالْاِكْرَامِ اِنِّيْ اَسْئَلُكَ بِاَنِّيْ اَشْهَدُ اَنَّكَ اَنْتَ اللّٰهُ الْاَحَدُ الصَّمَدُ الَّذِيْ لَمْ يَلِدْ وَلَمْ يُوْلَدْ وَلَمْ يَكُنْ لَّهٗ كُفُوًا اَحَدٌ .اللّٰهُمّ اِنِّيْ اَسْئَلُكَ وَاَتَوَجَّهُ اِلَيْكَ بِنَبِيِّكَ مُحَمَّدٍ نَبِيِّ الرَّحْمَةِ صَلَّى اللّٰهُ تعالى عليهِ وسلم . اللّٰهُمّ اِنَّ الْكَرِيْمَ اِذَا اَمَرَ بِالسُّؤَالِ لَمْ يَرُدَّهٗ اَبَدًا وَقَدْ اَمَرْتَنَا فَدَعَوْنَا وَاَذِنْتَ لَنَا فَشَفَعْنَا وَاَنْتَ اَكْرَمُ الْاَكْرَمِيْنَ فَشَفِّعْنَا فِيْهِ [هَا] وَارْحَمْهُ [هَا] فِيْ وَحْدَتِهٖ [هَا] وَفِيْ وَحْشَتِهٖ [هَا] وَارْحَمْهُ [هَا] فِيْ غُرْبَتِهٖ[هَا] وَارْحَمْهُ [هَا] فِيْ كُرْبَتِهٖ [هَا] وَاَعْظِمْ لَهٗ [هَا] اَجْرَهٗ [هَا] وَنَوِّرْ لَهٗ [هَا] قَبْرَهٗ [هَا] وَبَيِّضْ لَهٗ [هَا] وَجْهَهٗ [هَا] وَبَرِّدْ لَهٗ [هَا] مَضْجَعَهٗ [ها] وَ عَطِّرْ لَهٗ [هَا] مَنْزِلَهٗ [ها] وَاَكْرِمْ لَهٗ [هَا] نُزُلَهٗ [هَا] يَاخَيْرَالْمُنْزِلِيْنَ يَا خَيْرَالْغَافِرِيْنَ وَيَا خَيْرَ الرَّاحِمِيْنَ اٰمِيْنَ اٰمِيْنَ اٰمِيْنَ اٰمِيْنَ صَلِّ وسلِم وبارِك علىٰ سيدِ الشافِعِيْنَ محمَّدٍ والِه وصحبِه أجمعِين . والحمد لِلّٰهِ ربِّ العَالمِينَ .

پھر اس کے بعد آپ نے یہ وصیت فرمائی کہ جب تک میری قبر تیار ہو حاضرین یہ دعا پڑھتے رہیں: سُبْحَانَ اللّٰهِ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ وَلَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَاللّٰهُ أَكْبَرُ، اللّٰهُمَّ ثَبِّتْ عَبْدُكَ هٰذَا بِالْقَوْلِ الثَّابِتِ بِجَاهِ نَبِيِّكَ صلى اللّٰه عليه وآله وسلم'. (نفس مصدر)

لہٰذا ہمیں بھی چاہیے کہ استقبالِ موت کے لیے ہمہ وقت تیار رہیں، اپنی قبروں کو روشن کرنے کی فکر کریں، ان دعاؤں کو پہلے خود یاد کریں اور پھر دوسروں تک اس کی برکات

وتجلیات پہنچانے میں اپنا مومنانہ کردار اَدا کریں۔ اور عامۃ الناس کے لیے نہ سہی، خواص کے جنازے میں تو انھیں پڑھنے کا معمول بنائیں کہ ان سے نزولِ رحمت اور جلب مغفرت کی توقع زیادہ کی جاسکتی ہے۔ (طالب تفصیل رسالہ مبارکہ المنة الممتازة فی دعوات الجنازة، از امام احمد رضا محدث بریلوی دیکھے)

نمازِ جنازہ کے بعد دعا کا حکم: مولوی محمد عمر الدین صاحب نے بارگاہِ رضویہ میں اِستفتا کیا کہ نماز جنازہ کے بعد صفیں توڑ کر جو دعائیں کی جاتی ہیں، کیا وہ درست ہیں؟۔ اس کے جواب میں اعلیٰ حضرت نے ایک تفصیلی فتویٰ تحریر فرمایا جس میں آپ نے قرآن وحدیث کے دلائل وشواہد سے یہ ثابت کیا کہ نمازِ جنازہ کے بعد دعا کرنا ایسے ہی جائز وثابت ہے جیسے دیگر مواقع پر۔ فرماتے ہیں :

'اموات مسلمین کے لیے دعا قطعاً محبوب وشرعا مندوب، جس کی ندب و ترغیب مطلق پر آیات واحادیث بلاتوقیت وتخصیص ناطق، تو بلاشبہہ ہر وقت اس پر حکم جواز صادق، جب تک کسی خاص وقت ممانعت شرع مطہر سے ثابت نہ ہو۔ مطلق شرعی کو از پیش خویش موقت اور مرسل کو مقید کرنا، تشریع من عند النفس ہے اور نماز ہر چند اعظم واجل طرق ہے؛ مگر اس پر اقتصار کا حکم نہ اس کے اغنا پر جزم، بلکہ شرع مبارک وقتاً فوقتاً بکثرت اور بار بار تعرض نفحاتِ رحمت کا حکم فرماتی ہے کیا معلوم کس وقت کی دعا قبول ہوجائے۔ صحیح حدیث میں حضور اقدس صلی اللہ تعالی علیہ وسلم نے فرمایا: لیکثر من الدعاء. یعنی دعا کی کثرت کرے۔ (جامع الترمذی :۲/۱۷۴۔ مطبوعہ امین کمپنی کتب خانہ رشیدیہ دہلی)

مستدرک حاکم وصحیح ابن حبان میں انس رضی اللہ تعالی عنہ سے ہے حضور اقدس صلوات اللہ تعالی وسلامہ علیہ وآلہ فرماتے ہیں: لاتعجزوا فی الدعاء فانه لن یهلك مع الدعاء أحد۔ یعنی دعا میں کسل وکمی نہ کرو کہ دعا کے ساتھ کوئی ہلاک نہ ہوگا۔ (المستدرک علی الصحیحین :۱/۴۹۴۔ مطبوعہ دار الفکر، بیروت)

قال فی الحرز: المعنی لاتقصروا ولاتکسلوا فی تحصیل الدعاء۔
یعنی حرزِ ثمین میں ہے: معنی یہ ہے کہ دعا کی بجا آوری میں کوتاہی و سستی نہ کرو۔
(حرز ثمین شرح حصن حصین: ۱۱۔افضل المطابع لکھنو)

مسند ابویعلی میں جابر بن عبداللہ رضی اللہ تعالی عنہما سے مروی، رسول اللہ صلی اللہ تعالی علیہ وسلم فرماتے ہیں: تدعون الله تعالی فی لیلکم ونهارکم فإن الدعاء سلاح المؤمنین۔ یعنی رات دن اللہ تعالی سے دعا مانگتے رہو کہ دعا مسلمان کا ہتھیار ہے۔ (مسند ابویعلی: ۳۲۹/۲۔مطبوعہ موسسۃ علوم القرآن بیروت)

طبرانی کتاب الدعا، ابن عدی کامل، امام ترمذی، نوادر و بیہقی شعب الایمان میں بعد ابوالشیخ و قضاعی ام المومنین صدیقہ رضی اللہ تعالی عنہا سے روایت کرتے ہیں، حضور سرورِ عالم صلی اللہ تعالی علیہ وسلم فرماتے ہیں: إن اللّٰه یحب الملحین فی الدعاء۔ یعنی بیشک اللہ تعالی بکثرت و بار بار دعا کرنے والوں کو دوست رکھتا ہے۔ (نوادر الاصول: ۲۲۰۔مطبوعہ دار صادر بیروت)

طبرانی معجم کبیر میں محمد بن مسلمہ رضی اللہ تعالی عنہ سے راوی، حضور پرنور سید المرسلین صلی اللہ تعالی علیہ وسلم فرماتے ہیں: إن لربکم فی أیام دهرکم نفحات فتعرضوا لها لعل أن یصبکم نفح منها فلا تشقون بعدها أبدا
یعنی تمہارے رب کے لیے زمانے کے دنوں میں کچھ عطائیں، رحمتیں، تجلیاں ہیں تو ان کی تلاش رکھو (یعنی کھڑے بیٹھے لیٹے ہر وقت دعا مانگتے رہو، تمہیں کیا معلوم کس وقت رحمتِ الٰہی کے خزانے کھولے جائیں) شاید ان میں کوئی تجلی تمہیں بھی پہنچ جائے کہ پھر بدبختی نہ آئے۔ (المعجم الکبیر: ۲۳۴/۱۹۔مطبوعہ مکتبہ فیصلیہ بیروت)

جب دعا کی نسبت صاف حکم ہے کہ اس میں کسل نہ کرو، بکثرت مانگو، رات دن مانگو، ہر حال مانگو۔ تو ایک بار کی دعا پر اقتصار کیونکر مطلوبِ شرع ہوسکتا ہے!۔ لاجرم حضور پرنور صلی اللہ تعالی علیہ وسلم سے قبل نماز و بعد نماز دونوں وقت میت

کے لیے دعا فرمانا اور مسلمانوں کو دعا کا حکم دینا ثابت ......ولہٰذا ختمِ قرآن و اتمامِ صوم و نمازِ پنجگانہ بلکہ ہر نمازِ مفروض بلکہ ہر فرض کے بعد دعا کی ترغیب احادیث میں آئی ہے جن میں نمازِ جنازہ بھی قطعاً داخل۔[فتاویٰ رضویہ: ۱۱۴/۷ تا ۱۱۵ مطبوعہ امام احمد رضا اکیڈمی، بریلی]

یہ جواب ممبئی سے آئے ہوئے ایک استفتا کے جواب میں تھا، مگر پھر چند ہی ماہ بعد اسی موضوع سے متعلق ایک دوسرا اِستفسار جب مدرسہ فیض عام، کان پور سے پہنچا تو آپ نے اس موضوع پر خوب خوب دادِ تحقیق دی اور ایک مستقل رسالہ 'بذل الجوائز علی الدعاء بعد صلوٰۃ الجنائز' [۱۳۱۱ھ] کے تاریخی نام سے تحریر فرمایا، جس میں دعا بعد جنازہ کو ائمہ اعلام کے اقوال سے مزین کرکے تفصیل تمام سے بیان فرمایا ہے۔ تفصیل کے لیے اصل رسالے کو دیکھیں۔

دعاے اِفطار کس وقت پڑھی جائے؟ مولانا محمد عبدالحمید چشتی فریدی بنارسی نے دعاے افطار کے وقت کی بابت ایک تفصیلی استفتا کیا، جس میں مختلف علما و محققین کی آرا بھی درج کیں کہ بعض نے افطار سے پہلے اور بعض نے افطار کے وقت دعا پڑھنے کا قول کیا، ساتھ ہی ان کی دلیلیں بھی اِختصاراً پیش کردی ہیں، پھر اخیر میں اعلیٰ حضرت سے اس سلسلے میں حرفِ آخر لکھنے کی اِستدعا فرمائی۔ تو امام احمد رضا کا قلم حق رقم اُٹھتا ہے اور تحقیق کی جوے شیر بہا دی جاتی ہے۔ ایک پورا رسالہ اسی عنوان سے معرضِ وجود میں آتا ہے، جس کا تاریخی نام 'العروس المعطار فی زمن دعوۃ الافطار' [۱۳۱۲ھ] رکھا جاتا ہے۔ جس میں آپ نے درجنوں ٹھوس دلائل وشواہد سے اس بات کا ثبوت بہم پہنچایا کہ دعا کا درست وقت بعد اِفطار ہے، نہ کہ وقت افطار یا قبل افطار۔ چنانچہ فرماتے ہیں :

'مقتضاے دلیل یہ ہے کہ دعاے روزہ افطار کرکے پڑھے'۔[فتاویٰ رضویہ، جلد ۸: ۴۵۹ مطبوعہ امام احمد رضا اکیڈمی، بریلی]

پھر اس پر دلائل دیتے ہوئے فرماتے ہیں:

'حدیث مذکور ابی داؤد کہ ابن السنی نے کتاب عمل الیوم واللیلہ اور بیہقی نے شعب الایمان میں یوں روایت کی: عن معاذ بن زهره قال كان رسول الله صلى الله تعالى عليه وسلم اذا افطر قال الحمد لله الذى اعاننى فصمت ورزقنى فافطرت۔ حضرت معاذ بن زہرہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم جب افطار فرماتے تو یہ پڑھتے: سب حمد اللہ کی جس نے میری مدد فرمائی کہ میں نے روزہ رکھا اور مجھے رزق عطا فرمایا کہ میں نے افطار کیا۔ (شعب الایمان: ۳/۴۰۶ حدیث: ۳۹۰۲۔ دار الکتب العلمیہ بیروت...... کتاب عمل الیوم واللیلۃ: ۱۲۸۔ معارف نعمانیہ حیدر آباد دکن)

اور ابن السنی نے کتاب مذکور اور طبرانی نے معجم کبیر اور دار قطنی نے سنن میں موصولا یوں تخریج کی: عن ابن عباس رضى الله تعالى عنهما قال كان رسول الله صلى الله تعالى عليه وسلم اذا افطر قال اللهم لك صمنا وعلى رزقك افطرنا فتقبل منا انك انت السميع العليم۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب افطار فرماتے تو یہ دعا پڑھتے: اے اللہ! ہم نے تیرے لیے روزہ رکھا اور تیرے رزق پر افطار کیا، ہماری طرف سے قبول فرما تو سننے اور جاننے والا ہے۔ (کتاب عمل الیوم واللیلۃ: ۱۲۸ معارف نعمانیہ حیدر آباد دکن)

نیز حدیث ابی داؤد ونسائی ودار قطنی وحاکم وغیرہم: عن ابن عمر رضى الله تعالى عنهما قال كان النبى صلى الله تعالى عليه وسلم: اذا افطر قال ذهب الظمأ و ابتلت العروق ويثبت الاجر ان شاء الله تعالى۔ حضرت عبد اللہ ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی ہے کہ جب رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم افطار کرتے تو فرماتے: پیاس چلی گئی، رگیں تر ہو گئیں، اور اگر

اللہ تعالی نے چاہا تو اجر ثابت ہوگیا۔(سنن ابی داؤد:۳۲۱۔آ فتاب عالم پریس لاہور)

ان سب کا مفاد صریح یہی ہے افطر شرط اور قال کذا اس کی جزا، مجرد قول کہ مقولے سے معرا کرلیا جائے صلاحیتِ وقوع ہی نہیں رکھتا، ترتب کہ لازم جزائیت ہے کہاں سے آئیگا، اللھم کو کلامِ مستانف قرار دینا ایسی بات ہے کہ شرح مائۃ عامل خواں بھی قبول نہ کرے گا، اور جزا شرط سے مقدم نہیں ہوتی بل یعقبہ ویترتب علیہ کما لایخفی علی کل من لہ ادنی مسۃ (بلکہ جزا شرط سے موخر اور اس پر مترتب ہوتی ہے جیسا کہ ہر اس شخص پر واضح ہے جو اس فن کے ساتھ تھوڑا سا بھی تعلق رکھتا ہے) اور مقارنت حقیقیہ یہاں معقول نہیں کہ عین وقتِ افطار بالاکل والشرب یعنی جس وقت کوئی مطعوم حلق سے اتارا جائے عادۃ خاص اس حالت میں قراءت نامتیسر، لاجرم تعقیب مراد، وھو المقصود'۔

[فتاویٰ رضویہ، جلد۸: ۴۶۰ مطبوعہ امام احمد رضا اکیڈمی، بریلی]

پھر کچھ آگے چل کر اپنے موقف کی تائید وتوثیق ایک مثال کے ذریعہ کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

'(فرض کرو کہ) اگر عمرو بعد غروب شمس یہ دعائیں پڑھ کر افطار کرے اور زید بعد غروب فوراً افطار کرکے پڑھے تو دیکھنا چاہیے کہ اس میں کس کا فعل اللہ عزوجل کو زیادہ محبوب ہے۔حدیث شاہد عدل ہے کہ فعل زید زیادہ پسندِ حضرت جل وعلیٰ ہے کہ رب العزت تبارک وتعالی (حدیث قدسی میں) فرماتا ہے: إن أحب عبادی إلی أعجلھم فطرا. مجھے اپنے بندوں میں وہ زیادہ پیارا ہے جو ان میں سب سے زیادہ جلد افطار کرتا ہے۔(جامع ترمذی:۸۸/۱۔امین کمپنی کتب خانہ رشیدیہ دہلی)

شک نہیں کہ صورتِ مذکورہ میں زید کا افطار جلد تر ہوا تو یہی طریقہ زیادہ پسند ومرضی رب اکبر ہوا جل جلالہ، وعم نوالہ۔ یہ دوسرا مؤید ہے اس کا کہ وقت

الافطار و بعد الافطار کا مآل واحد ہے کہ جب افطار غروب شمس کے بعد جلد ہو تو احب وافضل، اور مقارنت افطار و دعا، نا متیسر اور پیش از غروب، وقت افطار معدوم، تو وہ صورت بعدیت متصلہ ہی مقصود و مفہوم'۔[فتاویٰ رضویہ، جلد ۸:۴۶۱ مطبوعہ امام احمد رضا اکیڈمی، بریلی]

اس کے بعد اس موقف کی تائید میں علماے اَعلام کے استشہادات پیش فرمانے کے بعد لکھتے ہیں :

'ان تقریرات سے بحمداللہ تعالیٰ تمام سوالوں کا جواب ہو گیا اور روشن طور پر منجلی ہوا کہ مقتضاے سنت یہی ہے کہ بعد غروب جو خرمے یا پانی وغیرہ از قبل نماز افطار معجّل کرتے ہیں اس میں اور علم بغروب شمس میں اصلا فصل نہ چاہیے، یہ دعائیں اس کے بعد ہوں'۔[فتاویٰ رضویہ، جلد ۸:۴۶۴ مطبوعہ امام احمد رضا اکیڈمی، بریلی]

کفن کے اوپر دعا مثلاً عہد نامہ وغیرہ لکھنا کیسا؟ سائل نے یہ پوچھا کہ متبرک مقامات سے آنے والا پارچہ میت کو پہنانا کیسا ہے کہ اس پر آیات واحادیث وغیرہ لکھی ہوتی ہیں، نیز کفن کے اوپر دعا وغیرہ لکھنے کا کیا مسئلہ ہے؟ تو اس سلسلے میں اعلیٰ حضرت کا تحریر کردہ جواب اتنا تفصیلی ہو گیا کہ اس نے مستقل ایک کتاب کی شکل اختیار کر لی، اور اس کا تاریخی نام 'الحرف الحسن فی الکتابة علی الکفن' [۱۳۰۸ھ] تجویز ہوا۔ اس کتاب کی تمہید اعلیٰ حضرت یوں اُٹھاتے ہیں :

'ہمارے علماے کرام نے فرمایا کہ میت کی پیشانی یا کفن پر عہد نامہ لکھنے سے اس کے لیے امیدِ مغفرت ہے'۔ پھر اس کے لیے چند جید علما کے اقوال پیش کرنے کے بعد امام اجل طاؤس تابعی تلمیذ رشید سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہم کا یہ واقعہ نقل کیا ہے کہ انھوں نے اپنے کفن میں دعاے عہد نامہ لکھنے کی وصیت کی تھی اور حسب وصیت ان کے کفن میں لکھا گیا۔ پھر اس کے ساتھ ہی نوادرالاصول کی یہ روایت لائے ہیں کہ حضور پرنور سید عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

نے فرمایا: 'من کتب ھذا الدعاء وجعله بین صدر المیت وکفنه فی رقعة لم ینله عذاب القبر ولایری منکرا و نکیرا و ھوھذا: لا اله الااللّٰه واللّٰه اکبر لااله الااللّٰه وحده، لاشریك له لااله الااللّٰه له الملك وله الحمد لااله الااللّٰه ولاحول ولاقوة الاباللّٰه العلی العظیم.
یعنی جو یہ دعا کسی پرچہ پر لکھ کر میت کے سینے پر کفن کے نیچے رکھ دے اسے عذابِ قبر نہ ہو، نہ منکر نکیر نظر آئیں۔ (فتاویٰ کبری بحوالۂ حکیم ترمذی:۲/۶۔مطبوعہ دارالکتب العلمیۃ بیروت)[فتاویٰ رضویہ:۷/۳۸مطبوعہ امام احمد رضا اکیڈمی، بریلی]

دعا اور مردانِ غیب کی مدد: نمازِ غوثیہ کے تعلق سے کچھ خرد ماغوں نے عدم جواز اور کفر وشرک کا طعنہ دینا شروع کیا تو اعلیٰ حضرت نے اس کے جواب میں دو مستقل کتابیں تصنیف فرمائیں:'انھار الانوار فی صلاۃ الاسرار' [۱۳۰۵ھ]اور'ازھار الانوار من صبا صلوٰۃ الاسرار'[۱۳۰۵ھ]۔پہلا اردو میں اور دوسرا عربی میں۔جس میں آپ نے پہلے بہجۃ الاسرار شریف پر اُٹھائے گئے اعتراضات کا قلع قمع فرمایا، پھر صلوٰۃ غوثیہ کے جواز پر دلائل وثبوت کے پشتارے لگادیے۔اسی میں ضمنی طور پر آپ نے مردانِ غیب سے مدد مانگنے کی بحث بھی چھیڑ دی جو ہمارے موضوع سے یک گونہ متعلق ہے، چنانچہ اعلیٰ حضرت فرماتے ہیں :

'سنیے ابن السنی عبداللہ بن مسعود اور بزار عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالی عنہم سے راوی، حضور اقدس صلی اللہ تعالی علیہ وسلم فرماتے ہیں:إذا انفلتت دأبة أحدکم بأرض فلاۃ فلیناد یاعباد اللّٰه احبسوا فان للّٰه تعالی عبادا فی الارض تحبسه ۔یعنی جب تم میں کسی کا جانور جنگل میں چھوٹ جائے تو چاہیے یوں ندا کرے:'اے خدا کے بندو! روک لو کہ اللہ تعالی کے کچھ بندے زمین میں ہیں جو اسے روک لیں گے۔(المعجم الکبیر:۱۰/۲۶۷۔مطبوعہ مکتبہ فیصلیہ بیروت)

بزار کی روایت میں ہے یوں کہے: اعینوا یا عباد اللّٰہ. مدد کرواے خدا کے بندو!۔ سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما ان لفظوں کے بعد رحمکم اللّٰہ اورزیادہ فرماتے۔ (المصنّف لابن ابی شیبہ: ۱۰/۳۹۰۔ مطبوعہ ادارالقرآن کراچی)

امام نووی رحمہ اللہ تعالیٰ اذکار میں فرماتے ہیں: ہمارے بعض اساتذہ نے کہ عالم کبیر تھے ایسا ہی کیا، چھوٹا ہوا جانور فوراً رک گیا، اور فرماتے ہیں: ایک بار ہمارا ایک جانور چھوٹ گیا، لوگ عاجز آ گئے ہاتھ نہ لگا، میں نے یہی کلمہ کہا فوراً رک گیا جس کا اس کہنے کے سوا کوئی سبب نہ تھا۔ نقلہ سیدی علی القاری فی الحرز الثمین. (الاذکار للنووی: ۲۰۱۔ مطبوعہ دارالکتاب العربی بیروت)

امام طبرانی سیدنا عتبہ بن غزوان رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی، حضور پرنور سید العالمین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں: إذا أضل أحدكم شيئا أو أراد عونا وهو بأرض ليس بها أنيس فليقل ياعباد الله أعينوني ياعبادالله اعينوني ياعبادالله اعينوني فإن لله عبادا لايراهم .یعنی جب تم میں سے کوئی شخص سنسان جگہ میں بہکے بھولے یا کوئی چیز گم کردے اور مدد مانگنی چاہے تو یوں کہے: اے اللہ کے بندو! میری مدد کرو، اے اللہ کے بندو! میری مدد کرو، اے اللہ کے بندو! میری مدد کرو، کہ اللہ کے کچھ بندے ہیں جنھیں یہ نہیں دیکھتا۔ (المعجم الکبیر: ۱۰/۱۱۷، ۱۱۸۔ مطبوعہ مکتبہ فیصلیہ بیروت)

عتبہ بن غزوان رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں: قد جرب ذلك ۔ یعنی بالیقین یہ بات آزمائی ہوئی ہے۔ رواہ الطبرانی ایضاً.

فاضل علی قاری علامہ میرک سے وہ بعض علمائے ثقات سے ناقل هذا حديث حسن یہ حدیث حسن ہے۔ اور فرمایا مسافروں کو اس کی ضرورت ہے، اور فرمایا مشائخ کرام قدست اسرارہم سے مروی ہوا: إنه مجرب قرن به النجاح . یہ مجرب ہے اور مراد ملنی اس کے ساتھ مقرون۔ ذکرہ فی الحرز الثمین

ان احادیث میں جن بندگان خدا کو وقت حاجت پکارنے اور ان سے مدد مانگنے کا صاف حکم ہے وہ ابدال ہیں کہ ایک قسم ہے اولیاے کرام سے قدس اللہ تعالیٰ اسرارہم وافاض علینا انوارہم۔ یہی قول اظہر واشہر ہے کما نص علیہ فی الحرز الوصین۔ اور ممکن کہ ملائکہ یا مسلمان صالح جن، مراد ہوں وکیف ما کان ایسے توسل وندا کو شرک وحرام اور منافی توکل واخلاص جاننا معاذ اللہ شرع مطہر کو اصلاح دینا ہے!۔[فتاویٰ رضویہ:۵:۷۹۴،۷۹۵ مطبوعہ امام احمد رضا اکیڈمی، بریلی]

عظمت ذکر الٰہی: دعا کی اہمیت وناگزیریت کو بیان کرنے کے بعد اعلیٰ حضرت امام احمد رضا معاً عنانِ قلم عظمت ذکر کی طرف پھیر دیتے ہیں۔ اور ذکر کی ہمہ گیریت کے حوالے سے بڑے اہم نکات کی طرف رہنمائی فرماتے ہیں۔ چنانچہ قلم طراز ہیں :

'دعا کے بارے میں آیات وحدیث سن ہی چکے اور دلائل مطلقہ تکثیر ذکر کہ ہر دعا بالبداہۃ ذکر الٰہی ہے اور اس پر علمانے تنصیص بھی فرمائی۔ مولانا قاری شرح مشکوٰۃ میں فرماتے ہیں: کل دعاءٍ ذکرٌ وکل ذکرٍ دعاءٌ. (یعنی ہر دعا ذکر ہے اور ہر ذکر دعا ہے)۔ فقیر غفرلہ المولی القدیر نے اپنے رسالہ 'نسیم الصبا فی ان الاذان یحول الوباء' میں اس مدعا پر بکثرت آیات واحادیث لکھی ہیں'۔

اس کے بعد اعلیٰ حضرت نے مشتے نمونہ از خروارے ذکر کی فضیلت پر بعض مشہور آیات واحادیث ذکر کی ہیں، چنانچہ فرماتے ہیں: 'یہاں صرف بعض آیات اور ان کی تفسیروں پر اِقتصار رہوتا ہے جو عموم تمامی اوقات واحوال میں نص ہیں :

آیت: قال جل ذکرہ: فَاذْكُرُوا اللّٰهَ قِيَامًا وَّقُعُوْدًا وَّعَلٰى جُنُوْبِكُمْ.۔
اللہ کا ذکر کرو کھڑے اور بیٹھے اور اپنی کروٹوں پر۔ (سورۂ نساء:۴/۱۰۳)

علمائے کرام اس آیت کی تفسیر میں لکھتے ہیں کہ جمیع احوال میں ذکر الٰہی ودعا کی مداومت کرو۔ بیضاوی میں ہے: داوموا علی الذکر فی جمیع الأحوال أی داوموا علی ذکر اللّٰہ تعالی فی جمیع الأحوال۔ تمام احوال میں ذکر پر مدامت کرو۔ یعنی تمام احوال میں اللہ تعالیٰ کے ذکر پر دوام اختیار کرو۔

[انوار التنزیل: ۲۰۴/۱۔ مطبوعہ مصطفی البابی مصر...... تفسیر النسفی: ۲۴۸/۱۔ مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت]

اِرشاد العقل السلیم میں ہے: داوموا علی ذکر اللّٰہ تعالی۔ حافظوا علی مراقبتہ ومناجاتہ ودعائہ فی جمیع الاحوال۔ یعنی تمام احوال میں اللہ تعالیٰ کے ذکر پر مداومت کرو، اور مراقبہ، مناجات اور رب سے دعا کی محافظت کرو۔ [تفسیر ارشاد العقل السلیم: ۲۲۸/۲۔ مطبوعہ احیا التراث الاسلامی بیروت]

آیت: قال عزاسمہ: یٰاَیُّھَاالَّذِیْنَ اٰمَنُوا اذْکُرُوا اللّٰہَ ذِکْرًا کَثِیْرًا۔

اے ایمان والو! اللہ کا ذکر بکثرت کرو۔ (سورۂ احزاب: ۴۱/۳۳)

علامۃ الوجود مفتی ابوالسعود اِرشاد میں ارشاد فرماتے ہیں: یعم الأوقات والأحوال۔ یہ آیت تمام اوقات واحوال کو عام ہے۔

آیت: قال تعالیٰ شانہ: فَاذْکُرُوا اللّٰہَ کَذِکْرِکُمْ اٰبَآئَکُمْ اَوْأَشَدَّ ذِکْرًا۔ اللہ کا ذکر کرو جیسے اپنے باپ دادا کو یاد کرتے ہو بلکہ اس سے بھی زیادہ۔ (سورۂ بقرہ: ۲۰۰/۲)

امام نسفی کافی شرح وافی میں فرماتے ہیں: أرید بہ ذکر اللّٰہ تعالی فی الأوقات کلھا۔ یعنی اس آیت سے یہ مراد کہ ذکر الٰہی جمیع اوقات میں کرو۔

آیت: قال تبارک مجدہ: وَاذْکُرُوا اللّٰہَ کَثِیْرًا۔

اور بکثرت خدا کا ذکر کرو۔ (سورۂ جمعہ: ۱۰/۶۲)

معالم میں ہے: فی جمیع المواطن علی السراء والضراء۔ تمام مواضع

خوشی وتکلیف میں ۔(معالم التنزیل علی ہامش خازن پ۲۱ مطبوعہ مصطفیٰ البابی مصر:۵/۲۴۵)

آیت: قال تقدس اوصافہ: وَالذّٰاکِرِیْنَ اللّٰہَ کَثِیْرًا وَّالذّٰاکِرَاتِ اَعَدَّ اللّٰہُ لَھُمْ مَّغْفِرَۃً وَّاَجْرًا عَظِیْمًا.

خدا کو بکثرت یاد کرنے والے مرد اور بکثرت یاد کرنے والی عورتوں کے لیے اللہ نے مغفرت اور بڑا ثواب تیار کر رکھا ہے۔(سورۂ آل عمران:۳/۳۵)

مولانا شیخ محقق عبدالحق محدث دہلوی قدس سرہ، ماثبت بالسنۃ میں لکھتے ہیں:

لایخفی ان الذکر والتسبیح والتھلیل والدعاء لابأس به لأنها مشروعة فی کل الأمكنة و الأزمان۔

یعنی پوشیدہ نہیں کہ ذکر وتسبیح وتہلیل ودعا میں کچھ مضائقہ نہیں کہ یہ چیزیں ہر جگہ اور ہر وقت مشروع ہیں۔(ماثبت بالسنۃ،خاتمہ کتاب،ادارہ نعیمیہ رضویہ لاہور:۳۲۶)

۔(فتاویٰ رضویہ:۶/۷۵۱تا۷۵۳مطبوعہ امام احمد رضا اکیڈمی، بریلی ۱۴۳۸ھ)

حدیث حسن ابوسعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ،حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں:أکثروا ذکر اللّٰه حتی یقولوا مجنون .

یعنی ذکرِ الٰہی کی یہاں تک کثرت کرو کہ لوگ مجنون بتائیں۔[المستدرک للحاکم:۱/۴۹۹۔کتاب الدعا۔مطبوعہ دارالفکر بیروت]

حدیث حسن عبداللہ بن بسر رضی اللہ تعالیٰ عنہ،سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا:لایزال لسانك رطبا من ذكر اللّٰه .

یعنی ہمیشہ ذکر الٰہی میں تر زبان رہ۔[جامع الترمذی:۲/۱۷۳۔ابواب الدعوات۔مطبوعہ امین کمپنی کتب خانہ رشیدیہ دہلی]

حدیث جید الاسناد ام انس رضی اللہ تعالیٰ عنہا،حضور والا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: اکثري من ذکر اللّٰه فانك لاتأتین بشیء أحب إلیه من کثرة ذکره .

یعنی اللہ کا ذکر بکثرت کر کہ تو کوئی چیز ایسی نہ لائے جو خدا کو اپنی کثرتِ ذکر سے زیادہ پیاری ہو۔[درمنثور بحوالہ المعجم الاوسط:۲۰۵/۵۔مطبوعہ آیۃ اللہ العظمیٰ قم ایران]

حدیث ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ، سرورِ عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں: من لم یکثر ذکراللّٰہ فقد برء من الایمان.

یعنی جو ذکرالٰہی کی کثرت نہ کرے وہ ایمان سے بیزار ہوگیا۔[الترغیب والترہیب:۴۰۱/۲۔مطبوعہ مصطفیٰ البابی مصر]

حدیث صحیح ام المومنین صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا: کان رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ تعالی علیہ وسلم یذکراللّٰہ تعالی علی کل أحیانہٖ.

یعنی حضور پرنور سید المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہر وقت ذکر خدا فرمایا کرتے تھے۔[سنن ابی داؤد:۴/۱،مطبوعہ آفتاب عالم پریس لاہور]

اِن کے علاوہ متعدد احادیث وآثار ہیں۔' (فتاویٰ رضویہ:۱۵۷/۶مطبوعہ امام احمد رضا اکیڈمی، بریلی ۱۴۳۸ھ)

ذکرالٰہی جملہ اعمالِ صالحہ کی کلید ہے: ایک مسئلہ دریافت کیا گیا کہ ایک مسجد میں سب لوگ بعد نماز کلمہ شریف بآواز بلند چار پانچ مرتبہ پڑھتے ہیں، کیا یہ درست ہے، اور جو شخص یا امام منع کرے اس کا کیا حکم ہے؟ اس کے جواب میں اعلیٰ حضرت ارشاد فرماتے ہیں :

'ذکرالٰہی افضل الاعمال بلکہ اصل جملہ اعمال حسنہ صالحہ ہے۔ یہاں تک کہ بعد ایمان اعظم ارکان اسلام۔ نماز سے بھی وہی مقصود ہے۔ قال اللہ تعالیٰ: وَاَقِمِ الصَّلٰوۃَ لِذِکْرِیْ۔ اور میری یاد کے لیے نماز قائم کرو۔ (سورۂ طٰہٰ:۱۴/۲۰)

اور کلمہ طیبہ کہ اصل الاصول اور افضل الاذکار ہے۔ قال صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم: أفضل الذکر لا إلہ إلا اللّٰہ. (یعنی رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: سب سے اچھا ذکر لا الہ الا اللہ ہے) اللہ عزوجل نے قرآن مجید میں ذکر کا مطلق

حکم فرمایا اور تعمیم اَحوال فرمائی: وَيَـذْكُرُوْنَ اللّٰهَ قِيَاماً وَّ قُعُوْداً وَّعَلٰى جُنُوْبِهِمْ (اللہ تعالیٰ کے مقبول بندے وہ ہیں جو اللہ تعالی کو کھڑے، بیٹھے اور لیٹے یاد کرتے ہیں یعنی ہر حال میں خدا کا ذکر کرتے ہیں۔ (سورۂ آل عمران: ۱۹۱/۳)

بلکہ اس کی تکثیر کا حکم فرمایا: قال اللہ تعالی: وَاذْكُرُوا اللّٰهَ كَثِيْرًا لَّعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ. (اللہ تعالی نے فرمایا: اللہ کا ذکر کثرت سے کرو تا کہ تم فلاح پا جاؤ)۔ (سورۂ جمعہ: ۱۰/۶۲)

وقال صلی اللہ تعالی علیہ وسلم: اکثروا ذکر اللّٰه حتی یقولوا انه مجنون (یعنی رسول اکرم صلی اللہ تعالی علیہ وسلم نے فرمایا: اللہ کا ذکر اتنی کثرت سے کرو کہ لوگ کہنے لگیں یہ تو دیوانہ ہے)۔

جس چیز کی تکثیر شارع کو مطلوب ہو اس کی تقلیل نہ چاہے گا، مگر وہ جسے شارع علیہ الصلوٰۃ والسلام سے ضد ہے۔ رہا خوف ریا وہ متعلق بہ قلب ہے، ریا سے اگر نماز ہو تو وہ بھی ناجائز ہے۔ مگر عقل و دین والا ریا سے منع کرے گا، نماز سے نہ روکے گا۔ حضرت سیدی شیخ الشیوخ شہاب الحق والدین سہروردی قدس اللہ سرہ کے حضور کسی طالب خدا نے عرضی لکھی کہ: یاسیدی ان عملت داخلنی الریاء وان ترکت اخلات الی ارض البطالۃ۔ (اے میرے سردار! میں عمل کرتا ہوں جب تو ریا آ جاتا ہے اور چھوڑ دیتا ہوں تو بیکاری کی زمین پر گرا پڑتا ہوں)۔ جواب ارشاد فرمایا: اعمل وتب الی اللّٰه۔ کام کیے جاؤ اور ریا سے اللہ کی طرف توبہ کرو۔

ہاں! دوسرے مسلمانوں کی اِیذا نہ ہونے کا لحاظ لازم ہے، سوتوں کی نیند میں خلل نہ ہو، نمازیوں کی نماز میں تشویش نہ ہو، کما نص علیہ فی البحر الرائق وردالمحتار وغیرھا۔ جب وقت لوگوں کی نیند کا ہو یا کچھ نماز پڑھ رہے ہوں تو ذکر کرو جس طرح مگر نہ اتنی آواز سے کہ ان کو ایذا ہو اور جب اس سے خالی ہو تو

مختار مطلق ہو کرو اور اتنی کثرت سے کرو کہ منافق مجنون کہیں اور وہابی بدعت۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔(فتاویٰ رضویہ:۷/۱۱۴ تا ۱۱۵مطبوعہ امام احمد رضا اکیڈمی، بریلی)

جمع ہوکر ذکر کرنا کیسا؟ کسی نے سوال کیا کہ جمع ہوکر ذکر کرنا کیسا ہے؟ تو اس کا ایک تفصیلی جواب رقم فرمایا، جس کا خلاصہ یہ ہے :

'اجتماع ہوکر ذکر حسن ہے۔سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ رب عزوجل (حدیث قدسی میں) فرماتا ہے:وان ذکرنی فی ملأ ذکرته فی ملأ خیر منه. یعنی اگر کسی شخص نے مجھے کسی مجلس میں یاد کیا (یعنی میرا ذکر کیا) تو میں اس سے بہتر اور اعلیٰ مجلس میں اس کا ذکر کرتا ہوں۔نیز ذکر بالجہر صحیح یہ ہے کہ جائز ہے۔نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں:اذا مررتم بریاض الجنة فارتعوا . قالوا وما ریاض الجنة، قال حلق الذکر ۔ یعنی لوگو! جب تم جنت کے باغیچوں سے گزرنے لگو تو اچھی طرح کھا پی لیا کرو۔لوگوں نے عرض کی: اے اللہ تعالیٰ کے حبیب ! جنت کے باغیچے کیا ہیں؟ اِرشاد فرمایا: ذکر کے حلقے۔(فتاویٰ رضویہ:۴/۴۹۶مطبوعہ امام احمد رضا اکیڈمی، بریلی)

ذکر جہر چہار ضربی کا طریقہ: ذکر جہر چہار ضربی کے تعلق سے بعض لوگوں کو کچھ کنفیوژن تھا، اور وہ اس کی ادائیگی کے درست طریقے سے آشنا نہ تھے۔چنانچہ اعلیٰ حضرت نے ذکر وفکر کے تعلق سے جب اُن کی تشنگی محسوس کی تو ذکر جہر چہار ضربی کا طریقہ تفصیل تمام کے ساتھ بیان فرما دیا۔اعلیٰ حضرت لکھتے ہیں :

چار زانو بیٹھے، بائیں زانو کی رگ کیماس دہنے پاؤں کے انگوٹھے اور اس کے برابر کی انگلی میں دبالے، پھر سر جھکا کر بائیں گھٹنے کے محاذی لا کر **لَا** کا لام یہاں سے شروع کرکے دہنے گھٹنے کے محاذات تک کھینچتا ہوا لے جائے۔اب یہاں سے **اِلٰه** کا ہمزہ شروع کرکے لام کے بعد کا الف دہنے شانے تک کھینچتا ہوا لے جائے اور **ہ** دہنی طرف خوب منہ پھیر کر کہے، پھر وہاں سے **اِلَّا اللّٰہُ**،

بقوت دل پر ضرب کرے۔سو بار یا حسب قوت کم سے شروع کرے۔ پھر حسب طاقت وفرصت بڑھاتا جائے۔ بہتر یہ ہے کہ پانچ ہزار ضرب روزانہ تک پہنچائے جب حرارت بڑھنے لگے، ہر سو بار کے بعد ایک یا تین بار **محمد رسول اللّٰه صلی اللّٰه علیه وآله واصحابه وسلم** کہہ لے، تسکین پائے گا۔ مگر مبتدی کا جب تک زنگ دور نہ ہو خالص حرارت کا محتاج ہے۔ ایسے وقت اور ایسی جگہ ہو کہ ریا نہ آئے۔ کسی نمازی، ذاکر، یا مریض یا سوتے کو تشویش نہ ہو۔ اگر دیکھے کہ ریا آتا ہے تو نہ چھوڑے اور خیالِ ریا کو دفع کرے۔ اللہ عزوجل کی طرف اس کے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے توسل سے رجوع لائے تائب ہو، ان شاء اللہ تعالیٰ ریا دفع ہوگا۔ (الوظیفۃ الکریمہ، افاداتِ امام احمد رضا محدث بریلوی: ۲۰، ۲۱ مطبوعہ المجمع المصباحی مبارک پور)

تیسرا رُخ

اب آیئے اخیر میں ان بعض وظائف واَعمال پہ نگاہ کرتے ہیں جنھیں اعلیٰ حضرت امام احمد رضا قدس سرہ العزیز نے اپنے معتقدین واحباب کی فرمایش وسوال پر تجویز یا تحریر فرمائے ہیں اور جو نہایت ہی مجرب، اَثر انگیز اور تیر بہدف ثابت ہوئے ہیں۔

دفع پریشانی کا مجرب عمل: ایک مرتبہ مولوی عبدالرحمٰن جے پوری نے دریافت کیا کہ حضور! اکثر اوقات پریشانی رہتی ہے؟ (اس کا کوئی وظیفہ عنایت فرمادیں) تو اعلیٰ حضرت نے ارشاد فرمایا کہ لَا حَوۡلَ ولَا قُوَّۃَ اِلَّا بِاللّٰہِ الۡعَلِیِّ الۡعَظِیۡم کی کثرت کیا کریں۔ یہ ننانوے (۹۹) بلاؤں کو دفع کرتی ہے، ان میں سب سے آسان تر پریشانی ہے۔ اور ساٹھ بار پڑھ کر پانی پر دم کرکے روز پی لیا کریں۔ (الملفوظ: ۶۳/۱ مطبوعہ قادری کتاب گھر، بریلی)

برکت رزق کی تیر بہدف دعا: ایک صاحب نے عرض کیا کہ حضور! آج کل

میں رزق کی تنگی کی وجہ سے خاصا پریشان ہوں (کسی وظیفے کی نشان دہی فرمائیں) تو امام احمد رضا نے ارشاد فرمایا: ایک صحابی خدمت اقدس میں حاضر ہوئے اور عرض کی، دنیا نے مجھ سے پیٹھ پھیر لی، فرمایا: کیا تمھیں وہ تسبیح یاد نہیں، جو تسبیح ہے ملائکہ کی اور جس کی برکت سے روزی دی جاتی ہے۔ خلق دنیا آئے گی تیرے پاس ذلیل وخوار ہوکر، طلوع فجر کے ساتھ سو بار کہہ لیا کر: سُبْحَانَ اللّٰهِ وَبِحَمْدِهٖ سُبْحَانَ اللّٰهِ الْعَظِيْمِ وَبِحَمْدِهٖ اَسْتَغْفِرُ اللّٰه .

ان صحابی کو سات دن گزرے تھے کہ خدمت اقدس میں حاضر ہوکر عرض کی، حضور! دنیا میرے پاس اس کثرت سے آئی کہ میں حیران ہوں، کہاں اٹھاؤں، کہاں رکھوں۔ اس تسبیح کا آپ بھی ورد رکھیں حتی الامکان طلوعِ صبح صادق کے ساتھ ہو؛ ورنہ صبح سے پہلے۔ جماعت قائم ہوجائے تو اس میں شریک ہوکر بعد کو عدد پورا کیجیے اور جس دن قبل نماز بھی نہ ہوسکے تو خیر طلوع شمس سے پہلے۔ (الملفوظ: ۶۴/۱ مطبوعہ قادری کتاب گھر، بریلی)

یوں ہی ایک اور صاحب نے قلت آمدنی اور کثرتِ اہل وعیال کی شکایت کی تو آپ نے (انھیں ایک تیر بہدف وظیفہ عنایت کرتے ہوئے) ارشاد فرمایا: یَا مُسَبِّبَ الْاَسْبَابِ. پانچ سو (۵۰۰) بار، اول وآخر گیارہ گیارہ بار درود شریف، بعد نماز عشا، قبلہ رو، باوضو، ننگے سر ایسی جگہ کہ جہاں سر اور آسمان کے درمیان کوئی چیز حائل نہ ہو، یہاں تک کہ سر پر ٹوپی بھی نہ ہو پڑھا کرو۔ (الملفوظ: ۶۱/۲ مطبوعہ قادری کتاب گھر، بریلی)

اَدائے قرض کا ایک مجرب وظیفہ: ایک شخص نے عرض کیا کہ حضور! میں آج کل بہت پریشان ہوں، گزر اوقات مشکل سے ہوتی ہے، قرض دار بہت ہوگیا ہوں۔ اعلیٰ حضرت نے ارشاد فرمایا: اَللّٰهُمَّ اكْفِنِيْ بِحَلَالِكَ عَنْ حَرَامِكَ وَأَغْنِنِيْ بِفَضْلِكَ عَمَّنْ سِوَاكَ. ہر نماز کے بعد گیارہ گیارہ بار اور صبح وشام سو سو بار، روزانہ اول وآخر درود شریف۔ اسی دعا کی نسبت مولیٰ علی کرم اللہ وجہہ الکریم نے فرمایا کہ اگر تجھ پر مثل پہاڑ کے بھی قرض ہوگا تو اسے ادا کردے گا۔ (الملفوظ: ۶/۴ مطبوعہ قادری کتاب گھر، بریلی)

خاتمہ بالخیر کے لیے دعائیں: ضلع ہوشنگ آباد کے رہنے والے ایک صاحب نے اعلیٰ حضرت سے پوچھا کہ خاتمہ بالخیر کے لیے کچھ دعائیں ارشاد فرمادیں تو آپ نے ان کی تعلیم وہدایت کے لیے فرمایا: اکتالیس بار صبح کو یَا حَیُّ یَا قَیُّومُ لَا إِلٰهَ إِلَّا أَنتَ اول وآخر درود شریف، نیز سوتے وقت اپنے سب اوراد کے بعد سورۂ کافرون روزانہ پڑھ لیا کیجیے۔ اس کے بعد کلام وغیرہ نہ کیجیے، ہاں! اگر ضرورت ہو تو کلام کرنے کے بعد سورۂ کافرون تلاوت کرلیں کہ خاتمہ اسی پر ہو، ان شاء اللہ تعالیٰ خاتمہ ایمان پر ہوگا اور تین بار صبح اور تین بار شام اس دعا کا وِرد رکھیں: اَللّٰهُمَّ إِنَّا نَعُوْذُ بِكَ مِنْ أَنْ نُّشْرِكَ بِكَ شَيْئًا نَعْلَمُهٗ وَنَسْتَغْفِرُكَ لِمَا لَا نَعْلَمُهٗ. (الملفوظ:۲/۱۰۳،۱۰۴، مطبوعہ قادری کتاب گھر، بریلی)

دفع بخار کا عمل: ایک صاحب نے کسی مریض کا ذکر کرتے ہوئے عرض کیا کہ اسے بے حد بخار ہے۔ (اگر کوئی عمل ہو تو ارشاد فرمائیں) اس پر اعلیٰ حضرت نے فرمایا: بے حد بخار کے تو یہ معنی ہیں کہ اس کی انتہا ہی نہیں، اور کبھی اُترے گا ہی نہیں، کوستے تو آپ خود ہیں (پھر فرمایا) سورۂ مجادلہ شریف جو اٹھائیسویں پارے کی پہلی سورت ہے، بعد عصر تین مرتبہ پڑھ کر پانی پر دم کرکے پلائیے۔ (الملفوظ:۳/۱۰، مطبوعہ قادری کتاب گھر، بریلی)

لقوہ کا اَثر دور کرنے کا آزمودہ عمل: ایک صاحب کے رخسار پر لقوہ کا اَثر ہوگیا تھا۔ انھوں نے حاضر ہوکر حضور والا سے دعاے خیر چاہی، تو ارشاد فرمایا: لوہے کے پتر پر سورۂ زلزال شریف کندہ کرالیجیے اور اسے دیکھتے رہا کیجیے۔ (الملفوظ:۴/۳۸، مطبوعہ قادری کتاب گھر، بریلی)

بینائی واپس لانے کا بے نظیر عمل: ایک صاحب نے اعلیٰ حضرت کی خدمت میں عرض کی کہ روشنی بہت کم ہے، تو آپ نے ارشاد فرمایا: آیت الکرسی شریف یاد کرلیجیے۔ ہر نماز کے بعد ایک بار پڑھیے اور پڑھتے ہوئے جب اس کلمہ پر پہنچیں وَلَا يَـُٔوْدُهٗ حِفْظُهُمَا اس وقت دونوں ہاتھوں کی انگلیاں آنکھ پر رکھ کر اس کلمہ کو گیارہ بار کہیں، پھر ہاتھوں کی انگلیوں پر دم کرکے آنکھوں پر پھیر لیں۔

دوسرے یہ کہ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم، نور نور نو(۹) جگہ سفید چینی کی طشتری پر اس طرح لکھیں کہ واو اور میــــم کے سر کھلے رہیں، اور آبِ زم زم شریف نہ ملے تو تازہ پانی سے دھو کر ۲۵۶ بار اس پر یَــا نُــورُ پڑھ کر دم کرے۔ اول آخر یہ درود شریف تین تین مرتبہ پڑھیں: پھر یہ پانی آنکھوں پر لگائیں اور باقی پی لیں۔ (شمع شبستانِ رضا: ۱۶/۱، ۱۷ مطبوعہ فاروقیہ بک ڈپو، دہلی)

تا حیات دانت خراب نہ ہونے کا وظیفہ: صوفی محمد اقبال احمد نوری بیان کرتے ہیں کہ میرے ایک پیر بھائی جن کی عمر کچھ کم سو برس کی تھی، اپنے دانتوں سے گنا کھا لیتے تھے، اور فرماتے تھے کہ جب میں گنا کھاتا ہوں تو میرے دانتوں پر جوان آدمی رشک کرتے ہیں۔ میں نے ان سے دانتوں کی محفوظی اور مضبوطی کا سبب دریافت کیا تو فرمانے لگے کہ دراصل مجھے اعلیٰ حضرت عظیم المرتبت رضی اللہ عنہ نے بچپن میں یہ عمل بتایا تھا کہ ’عشا کے بعد وتر جب پڑھے جائیں تو پہلی رکعت میں بعد الحمد سورۂ اِذا جاء، دوسری میں تبت یدا، اور تیسری میں سورۂ اخلاص پڑھنے سے دانت عمر بھر ہر تکلیف سے محفوظ رہتے ہیں۔ جب سے میں اُسی طرح پڑھتا ہوں اور اسی عمل کی یہ برکت ہے۔ (شمع شبستانِ رضا: ۱۸/۱، مطبوعہ فاروقیہ بک ڈپو، دہلی)

حرزِ جاں بنالینے والا ایک مکتوب: ایک عزیز کے برخوردار کا انتقال ہوگیا۔ جب اعلیٰ حضرت کو اس کی خبر ہوئی تو فوراً تعزیت نامہ بھیجا اور ایک بے نظیر دعا انھیں تلقین فرمائی۔ اس کا مضمون کچھ یوں ہے:

انا للہ وانا الیہ راجعون۔ اللہ کا ہے جو اس نے لیا اور اسی کا ہے جو اس نے دیا اور ہر چیز کی اس کے یہاں عمر مقرر ہے، اس سے کمی بیشی نا متصور ہے۔ بے صبری سے گئی چیز واپس نہیں آسکتی، ہاں! اللہ کا ثواب جاتا ہے، جو ہر چیز سے اعز و اعلیٰ ہے اور محروم تو وہی ہے جو ثواب سے محروم رہا۔ صحیح حدیث میں ہے کہ جب فرشتے

مسلمان کے بچے کی روح قبض کر کے حاضر بارگاہِ عزت ہوتے ہیں۔ مولیٰ عزوجل فرماتا ہے (اور وہ خوب جانتا ہے) کیا تم نے میرے بندے کے بچے کی روح قبض کر لی۔ عرض کرتے ہیں، ہاں! اے رب ہمارے۔ فرماتا ہے کیا تم نے اس کے دل کا پھل توڑ لیا؟ عرض کرتے ہیں، ہاں! اے رب ہمارے۔ پھر اس نے کیا کہا۔ عرض کرتے ہیں تیری حمد بجالایا اور الحمد للہ کہا۔ فرماتا ہے گواہ رہو، میں نے اسے بخش دیا، اور جنت میں اس کے لیے ایک مکان تیار کرو اور اس کا نام بیت الحمد رکھو۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: جس کے تین بچے نابالغی میں مرجائیں گے، آتش دوزخ سے اس کے لیے حجاب ہوجائیں گے۔ کسی نے عرض کی: اگر دو مرے ہوں؟ فرمایا: دو بھی۔ ام المومنین صدیقہ رضی اللہ عنہا نے عرض کی: اگر کسی کا ایک ہی مرا ہو۔ فرمایا: ایک بھی۔ اسے نیک سوالوں کی توفیق دی گئی۔ اس حکم میں ماں باپ دونوں شامل ہیں۔ آپ اور آپ کے گھر میں دونوں صاحب یہ دعا پڑھیں، ان شاء اللہ العزیز نعم البدل عطا فرمایا جائے گا: إِنَّا لِلّٰهِ وَإِنَّا إِلَيْهِ رَاجِعُوْنَ. اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ عَسٰى رَبُّنَا يُبْدِلَنَا خَيْرًا مِّنْهَا إِنَّا إِلٰى رَبِّنَا رَاغِبُوْنَ. اَللّٰهُمَّ اُجُرْنِيْ فِيْ مُصِيْبَتِيْ وَاخْلُفْ لِيْ خَيْرًا مِّنْهَا.

صحیح حدیث میں ہے، جب حضرت ابوسلمہ رضی اللہ عنہ کا انتقال ہوا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان کی زوجہ مقدسہ حضرت ام سلمہ کو یہ دعا تلقین فرمائی اور ارشاد ہوا کہ جو چیز فوت ہوتی ہے اس سے بہتر ملتی ہے۔ حضرت ام سلمہ نے دعا پڑھی؛ مگر اپنے دل میں کہتی تھیں کہ ابوسلمہ سے بہتر کون ملے گا۔ عدت کے دن گزرنے تھے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان سے نکاح فرمایا۔ (شمع شبستانِ رضا: ۱/۹۸، ۹۹۔ مطبوعہ فاروقیہ بک ڈپو، دہلی)

اِختتامیہ: الغرض اَذکار واَدعیہ کے تعلق سے امام احمد رضا کی خدمات بڑی وقیع اور باوزن ہیں، خصوصاً مختلف مواقع پر ذکر ودعا پر اُٹھنے والے اعتراضات کا آپ نے عقل ونقل کے دلائل وشواہد سے جو جواب مرحمت فرمایا ہے، وہ اپنے آپ میں ایک لاجواب کام ہے، اور آپ کی تحقیقات آپ کے شانِ تفرد کو نمایاں کرتی ہیں۔ علاوہ اَزیں آپ کی جملہ تصنیفات وفتاویٰ میں اَذکار واَدعیہ کے حوالے سے تحریر کردہ معارف ونکات کا فرصت سے تفصیلی جائزہ لیا جائے تو وہ خود کئی ایک مستقل ضخیم کتاب بن جائیں۔

رئیس المتکلّمین علامہ مفتی نقی علی خان علیہ الرحمہ نے 'أحسن الوعاء لآداب الدعاء' کے نام سے دعا کی اہمیت وفضیلت پر ایک جامع رسالہ تصنیف فرمایا ہے، اعلیٰ حضرت جب اس کی طباعت واشاعت کے لیے کمربستہ ہوئے تو کتاب پر تحشیہ وشرح کے علاوہ آپ نے سینکڑوں فوائد کا اپنی طرف سے اِضافہ کرکے اس میں جان ڈال دی، اور انھیں 'ذیل المدعا لاحسن الوعاء' کے نام سے موسوم کیا۔

اعلیٰ حضرت کے یہ اِفادات اتنے وقیع اور گراں قدر ہیں کہ اگر انھیں الگ کتابی شکل دی جائے تو ایک مبسوط نوشتہ تیار ہوجائے۔ ہرچندکہ آپ کے اِفادات اس کتاب میں خاصے ہیں اور اس کی وجہ سے کتاب کی ضخامت وجامعیت بے حد بڑھ گئی ہے؛ مگر والد بزرگوار کا اَدب اِتنا ملحوظِ خاطر تھا کہ اپنے اضافے کی تعبیر اس انداز میں کرتے ہیں: 'فقیر نے (اس کتاب میں) زیاداتِ کثیرہ کیں کہ اصل رسالہ سے نہ قدر میں بلکہ مقدار میں بڑھ گئیں'۔ (احسن الوعاء لآداب الدعاء، وذیل المدعا لاحسن الوعاء: ۳۰ مطبوعہ، مبارکپور)

یوں ہی آپ کی جمع کردہ کتاب 'الوظیفۃ الکریمہ' بھی ذکر ودعا کے موضوع پر مختصر مگر جامع نوشتہ، اور وظائف وادعیہ کا بیش بہا خزانہ ہے۔ جس میں آپ نے بعض سورتوں کے فضائل وخواص، بعض آیتوں کے وظائف واعمال، صبح وشام کی دعائیں اور ان کے فوائد وثمرات، پنج وقتہ نمازوں کے بعد کے ذکر ودعا، سوتے وقت کے اذکار، دعاء ہائے تہجد، ذکر جہر چہار ضربی، ذکر خفی، اور پاسِ انفاس وغیرہ کے بارے میں ہدایات

وتعلیمات پیش فرمائی ہیں۔ اور خود زندگی بھر ان پر عمل پیرا رہے۔

حتی کہ جب اس دنیا سے چل چلاؤ کا وقت آیا تو بموجب حدیث پاک 'اِنسان جس طریقے پر جیتا ہے، اسی طریقے پر مرتا ہے، اور پھر اسی طریقے پر قیامت کے لیے اُٹھایا جائے گا' اعلیٰ حضرت 'سفر (آخریں) کی دعائیں جن کا چلتے وقت پڑھنا مسنون ہے بتمام وکمال بلکہ معمول شریف سے زائد پڑھیں، پھر کلمہ طیبہ پورا پڑھا، جب اس کی طاقت نہ رہی اور سینے پر دم آیا، ادھر ہونٹوں کی حرکت وذکر پاس انفاس کا ختم ہونا تھا کہ چہرۂ مبارک پر ایک لمعہ نور کا چمکا، جس میں جنبش تھی، جس طرح لمعانِ خورشید آئینہ میں جنبش کرتا ہے۔ اس کے غائب ہوتے ہی وہ جان نور جسم اطہر حضور سے پرواز کرگئی۔ اناللہ وانا الیہ راجعون'۔ (تفصیل کے لیے الملفوظ دیکھیں)

اس مختصر مجموعے 'الوظیفۃ الکریمہ' پر نظر ڈالنے سے اندازہ ہوتا ہے کہ دن رات اور مختلف دیگر مواقع کی مسنون دعاؤں کو اعلیٰ حضرت نے عامۃ المسلمین کے افادے کی غرض سے منتخب فرمایا اور ساتھ ہی مختصر فوائد بھی تحریر کیے، تا کہ پڑھنے اور یاد کرنے میں آسانی ہو۔ مگر اب چوں کہ دامن صفحات میں مزید کی گنجائش نہیں؛ ورنہ کچھ نمونے دکھائے جاتے۔ اس لیے بس تعارف ہی پر اکتفا ہے۔ اہل ذوق ومحبت اس سے ضرور استفادہ کریں، اور اپنی زندگیوں کو ان دعاؤں کا پابند بنائیں، پھر دیکھیں رب کی رحمتیں کس طرح ساون بھادوں بن کر برستی ہیں، بدحالی کس طرح خوش حالی کا روپ دھارتی ہے، اور ذلتیں کس طرح عزتوں کی خلعت سے سرفراز ہوتی ہیں۔

دعا ہے کہ پروردگار عالم ہمیں زندگی کے لمحے لمحے کو ذکر ودعا کی برکتوں سے آباد رکھنے، اپنی اور اپنے پیارے محبوب کی محبت وولا میں جینے مرنے اور اہل اللہ کی جھرمٹ میں قبروں سے اُٹھنے کی توفیق مرحمت فرمائے۔ اور اس امیر کارواں، سرخیل اہلسنّت، اعلیٰ حضرت امام احمد رضا علیہ الرحمہ کی مرقد پر رحمت وغفران کی مینہ برسائے، جس نے تجدید دین کا فریضہ اس شان سے انجام دیا کہ دین کے اندر' درآئی خرابیوں کو دور کرکے اسے اصل حالت میں چھوڑ کر راہی ملک بقا ہوا۔ اللہ اہل سنت کا حامی وناصر ہو۔ آمین بجاہ صفوۃ الانبیاء والمرسلین ﷺ ﷺ ﷺ ﷺ

مجدد اسلام، اعلیٰ حضرت امام احمد رضا محدث بریلوی [م ۱۳۴۰ھ] بلاشبہ عالم اسلام میں عموماً اور برصغیر ہندو پاک میں خصوصاً عقائد و نظریات اہل سنت وجماعت کے بہت بڑے ترجمان تھے، آپ کی پوری زندگی مسلک اہل سنت کے فروغ اور اس کے خلاف اٹھنے والی سازشوں کے سدباب میں بسر ہوئی۔ آج ۔الحمدللہ۔ عرب ورلڈ میں بریلویت کے خلاف احسان الٰہی ظہیر کی لگائی ہوئی آگ بجھ رہی ہے، اور اس کے پھیلائے ہوئے پروپیگنڈے اپنی موت آپ مر رہے ہیں۔ جھوٹ اور پروپیگنڈہ کی عمر خواہ کتنی لمبی ہو جائے بالآخر موت ہے؛ جب کہ سچ سدا بہار ہوتا ہے اور ایک نہ ایک روز جھوٹ کو سچ کے سامنے گھٹنے ٹیکنے پڑتے ہیں۔

امام احمد رضا نے اخلاص وللہیت کے ساتھ مذہب وملت کی جو خدمات انجام دی تھیں وہ آج بدر کامل بن کر ہر طرف اپنی چاندنی بکھیر رہی ہیں۔ ادھر ماضی قریب میں جن شخصیات پر قلم توڑ کر لکھا گیا، اور جن پر کی جانے والی پی ایچ ڈیز نے ایک عالمی ریکارڈ قائم کر دیا ہے ان میں شیخ الاسلام والمسلمین امام اہلسنت کی ہشت پہلو شخصیت بلامبالغہ سرفہرست نظر آتی ہے۔ آج دنیا امام احمد رضا کے فیضان علم وتحقیق کی پیاسی ہے، اگر ہم نے ان کی تعلیمات وتحقیقات کو عالم آشنا نہ کیا اور زمانے کو ان سے مستفیض ہونے کا موقع فراہم نہ کیا تو ہم یقیناً ناقابل معافی مجرمانہ کوتاہیوں کے مرتکب ہوں گے۔ زیر نظر کتاب 'امام احمد رضا اور ذکر ودعا کی بہاریں' سلسلۂ رضویات کو نئی جہت سے آشنا کرنے کی ہی ایک عقیدتمندانہ کوشش ہے، جسے اصلاً 'مصنف اعظم نمبر' کے لیے قلم بند کیا گیا تھا؛ مگر موضوع کی اہمیت وہمہ گیریت، مقالے کی طوالت، اور رفاعی مشن کے جذبۂ اشاعت کو دیکھتے ہوئے اسے الگ سے شائع کیا جا رہا ہے؛ تاکہ اس کے ذریعہ ہم تاریخ ساز صد سالہ عرس رضوی کے موقع پر اپنی ارادتوں اور محبتوں کا خراج اپنے محسن کی بارگاہ میں پیش کر سکیں۔

مولانا محمد افروز قادری چریاکوٹی

RIFAI MISSION
Kherna village new mumbai

SUNNI PUBLICATIONS
2818/6, Gali Garahiya, Kucha Chellan
Darya Ganj, New Delhi- 110002
Mob.

₹ 000/-

KAMAL BOOK DEPOT
MADRASA SHAMSUL ULOOM
GHOSI Distt. MAU (U.P.)